ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان
۸ شعبان ۱۴۳۱ھ —— اگست ۲۰۱۰ء

ختم نبوت کورس

چناب نگر میں مسلح قادیانیوں کا راج

اور حالاتِ حاضرہ

- داتا دربار دھماکے اور بے بصیرت قیادت
- ختم نبوت کی تہذیبی اساس
- سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ
- دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ!

پاک افغان تجارتی معاہدہ اور امریکی سازشیں

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت واجب ہے

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال، (اپنی نافرمانی و نادانی سے) ضائع نہ کرو۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور (اُس کے ساتھ ہی یہ بھی کیا کہ لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا۔ پھر وہ اُسی حالتِ کفر میں مر بھی گیا۔ تو اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔'' (سورۃ محمد: ۳۴)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

صلہ رحمی کا معیار

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ کا جوڑنے والا وہ نہیں ہے جو دوسرے کے سلوک کا ویسا ہی بدلہ دے جیسا اُس کے ساتھ کیا گیا ہو۔ بلکہ رشتے جوڑنے والا تو وہ ہے کہ اس سے قطع تعلق کیا جائے، پھر بھی وہ جوڑے رکھے۔'' (مشکوٰۃ)

الآثار

اسلام اور پاکستان

مسلم لیگی رہنما راجہ غضنفر علی نے گزشتہ برس راولپنڈی میں کہا کہ:

''وہ زمانہ لد گیا جب بخاری قرآن سنا سنا کر لوگوں کو اُلّو بنایا کرتا تھا۔ اب پاکستان بن گیا ہے۔ یہاں ان باتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔''

میں نے جواباً کہا تھا:

پاکستان میں حکمرانوں کے ہاتھوں دین کا جو انجام ہوگا وہ انتہائی بھیانک اور شرمناک ہوگا۔ میں نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ ہندوستان میں مسلمان نہیں رہنے دیا جائے گا اور پاکستان میں اسلام نہیں رہنے دیا جائے گا۔ لیکن اگر اسلام نہ رہا تو پاکستان کہاں ہوگا؟ پاکستان میں دین کا بس اللہ ہی حافظ ہے۔ یہاں فرنگی کے جانشین فرنگی سے زیادہ دین دشمن ہیں۔ شاید کچھ مدت بعد اس ملک میں دین اسلام کا لفظ بھی لوگوں کی سمجھ میں نہ آسکے۔ آثار اچھے نہیں ہیں۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(مجلسی گفتگو، ملتان، مارچ ۱۹۴۹ء)

(''سواطع الالہام'' مرتب: مولانا سید ابوذر بخاریؒ، مارچ ۱۹۵۵ء، ص ۱۲۹)

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، سالنامہ، جنوری ۱۹۶۲ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 21 شمارہ 8 شعبان 1431ھ ---- اگست 2010ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	پاک افغان تجارتی معاہدہ اور امریکی سازشیں	مدیر	2
شذرہ:	ختم نبوت کورس، چناب نگر میں مسلح قادیانیوں کا راج اور حالاتِ حاضرہ	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار:	داتا دربار اور بے بصیرت قیادت!	عبدالرشید ارشد	4
〃	"تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین"	ایوب حامد	8
〃	ختم نبوت کی تہذیبی اساس	پروفیسر محمد اکرم	13
شخصیت:	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	حبیب جالب	17
〃	شاہ جی کی باتیں	قاضی محمد اسرائیل گڑنگی	20
〃	سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایک خطاب کا اقتباس	ابوسفیان تائب	21
شاعری:	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	پروفیسر محمد اکرم تائب	23
〃	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	24
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانی مسئلہ: چند گزارشات	قاضی محمد یعقوب	25
〃	دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ!	محمد یاسر حبیب	31
〃	جدید و قدیم مرزا غلام احمد قادیانی	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
〃	خطۂ کشمیر: قادیانی سازشیں	قاری عبدالوحید قاسمی	39
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	49
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب:	جاوید اختر بھٹی	50
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	62

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

زیر سرپرستی

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ---- 200/- روپے

بیرون ملک ---- 1500/- روپے

فی شمارہ ---- 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　مدیر

پاک افغان تجارتی معاہدہ اورامریکی سازشیں

گزشتہ ماہ ''پاک افغان ٹرانزٹ ٹریڈ'' کے عنوان سے دونوں ملکوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے، آج کل موضوعِ بحث ہے۔ اگرچہ وزیراعظم گیلانی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اس سلسلے میں پارلیمنٹ اور دیگر سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیا جائے گا۔ حیرانی یہ ہے کہ معاہدہ کرنے کے بعد پارلیمنٹ کو اعتماد میں لینے کی بات کی جارہی ہے۔ قومی اور عالمی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ یہ معاہدہ امریکا کے دباؤ پر ہوا ہے۔ امریکی وزارتِ خارجہ کا بھی یہی کہنا ہے کہ ہمارے دباؤ پر پاک افغان تجارتی معاہدہ ہوا، لیکن پاکستانی وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ سوسو دلائل بھی دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانستان کا استحکام پاکستان کا استحکام ہے۔ جو امریکا کو منظور نہیں۔ امریکا، افغان جنگ ہار گیا ہے۔ اس کا اعتراف سبک دوش ہونے والے امریکی جنرل نے بھی کیا اور اوباما نے بھی دبے لفظوں میں اس کا اظہار کیا۔ امریکا، افغانستان سے جانے سے پہلے بھارت کو خطے کا چودھری بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ انخلاء کے بعد بھارت، افغانستان میں امریکی مفادات کا تحفظ کرے۔ ''پاک افغان ٹرانزٹ'' کے نتیجے میں بھارت تین ارب ڈالر کی افغان مارکیٹ پاکستان سے ہتھیانے میں کامیاب ہوگیا۔ پرویز مشرف نے ایک ٹیلی فون کال سن کر امریکا کو افغانستان تک راہداری دے کر ملکی سلامتی اور عزت ووقار گروی رکھ دیا تھا۔ اسی طرح موجودہ حکمرانوں نے پاک افغان تجارتی معاہدے میں بھارت کو افغانستان تک راہداری دے کر پاکستان کے دفاع وسلامتی اور معیشت کو خطرات سے دوچار کردیا ہے۔ افغانستان میں بھارتی قونصل خانہ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ میں دہشت گردی کو فروغ دے رہا ہے۔ لسانی اور علاقائی عصبیتوں کو پروان چڑھا رہا ہے۔ بلوچستان کے ترقی پسند رہنما حبیب جالب کا حالیہ قتل اسی سازش کا حصہ ہے۔

امریکی اور برطانوی نمائندے آئے روز پاکستان کے دورے پر ہوتے ہیں۔ ہالبروک اور ہیلری کلنٹن کس مشن پر بھارت، پاکستان اور افغانستان کے چکر پر چکر لگا رہے ہیں۔ امریکی مشترکہ فوجی کمان کے سربراہ مائیک مولن گزشتہ دنوں انیسویں مرتبہ پاکستان آئے۔ پہلے بھارت گئے۔ پھر یہاں آئے۔ آتے ہی شور مچادیا کہ اسامہ بن لادن پاکستان میں ہے۔ ہالبروک بھی یہی دہائی دے رہا ہے اور ہیلری بھی چلا رہی ہے۔ دوسری طرف آئی ایس آئی پر الزام ہے کہ ''وہ تعاون نہیں کررہی اور اُس کے جہادی گروپوں سے تعلقات پر تشویش ہے۔''

یہ سب کچھ کیا ہے؟ کون کررہا ہے؟ کس کے لیے ہورہا ہے؟ حکمران خوب جانتے ہیں۔ اُدھر انٹرنیٹ پر خفیہ معلومات جاری کرنے والی ویب سائٹس ''وکی لیکس'' نے امریکی فوج کی ۹۰ ہزار معلومات لیک کردی ہیں۔ ان رپورٹس میں پاکستان کے خلاف بھی بہت زہریلا مواد موجود ہے۔ پاکستان میں ٹارگٹ کلنگ، بلیک واٹر اور سی آئی اے کا بڑھتا ہوا اثرونفوذ، فرقہ وارانہ فسادات بھڑکانے کی کوششیں۔ یہ سب وطنِ عزیز کے خلاف امریکی سازشیں ہیں۔ اِن سازشوں کو ناکام بنانا منتخب حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ امریکی غلامی سے نکلنے کا یہ بہترین وقت ہے اور قوم کو لیڈر کی ضرورت ہے۔

ختم نبوت کورس، چناب نگر میں مسلح قادیانیوں کا راج اور حالاتِ حاضرہ

عبداللطیف خالد چیمہ *

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کو بے نقاب کرنے کے لیے مختلف وسائل و ذرائع کو بروئے کار لانے کے لیے علمی و تعلیمی اور تربیتی کورسز کی ضرورت و اہمیت بڑھنے کے ساتھ ساتھ اِن کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جارہا ہے اور مختلف جماعتیں، ادارے اور شخصیات صورتحال کا قدرے ادراک کرنے لگ گئیں جو انتہائی خوش آئند ہے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام امسال چنیوٹ اور تلہ گنگ میں فہم دین اور ختم نبوت کورس کرایا گیا۔ جبکہ ملتان مرکزی دفتر دارِ بنی ہاشم میں دس روزہ کورس ۱۹؍ تا ۲۹؍ جولائی منعقد ہوا، جس میں دینی مدارس کے علاوہ عصری تعلیمی اداروں کے طلباء اور دیگر افراد نے بھی شرکت کی۔ مولانا محمد مغیرہ، مولانا مشتاق احمد، سید محمد معاویہ بخاری، حافظ عابد مسعود، سید محمد کفیل بخاری، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی اور راقم نے شرکاء کو لیکچرز دیئے۔

شرکاء کی دلچسپی پہلے سے زیادہ نظر آئی اور دینی حوالوں کے ساتھ ساتھ قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف ریشہ دوانیوں کو بھی مدلل طور پر پڑھایا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دنیا کے بدلتے ہوئے منظر کے پیشِ نظر انٹرنیشنل لابنگ، تعلیم و تربیت اور میڈیا کے ذریعے آئینی حدود میں رہتے ہوئے اس کام کو جدید بنیادوں پر منظّم کیا جائے اور میڈیا تک رسائی کے لیے تعلیم یافتہ طبقے کی ذہن سازی کی جائے۔

علاقائی سطح پر ختم نبوت ریفریشر کورسز کو رواج دیا جائے۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر کی طباعت کو یقینی بنایا جائے۔ نیز ۲۸؍ مئی کو لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملوں کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال کو ایکسپلائٹ کر کے قانون ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کے خلاف ملکی و بین الاقوامی سطح پر ایک میڈیا مہم کے تدارک کے لیے ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ صف بندی کی ضرورت پہلے سے بڑھ گئی ہے اور چناب نگر میں قادیانی راج کو سرکاری تحفظ دینے جیسے طرزِ عمل کا مناسب توڑ ضروری ہے۔

چناب نگر کو پھر سے ربوہ بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ چناب نگر قادیانیوں کی سٹیٹ ہے۔ اور یہاں حکومتی رِٹ ختم ہو چکی ہے۔ مسلح قادیانیوں کو دہشت گردی کی سرعام تربیت دی جارہی ہے۔ مسلمانوں کو ہراساں اور پریشان کیا جارہا ہے۔ قادیانی ہرکارے ہر آنے والے شہری کو تلاشی لے کر شہر میں داخل ہونے دیتے ہیں اور سرکاری انتظامیہ خاموش تماشائی بن کر جانبداری کا مجرمانہ کردار ادا کر رہی ہے۔ ایسے میں ضروری ہو گیا ہے کہ تحریک ختم نبوت کی تمام جماعتیں اور دینی حلقے مشترکہ جدوجہد پر اتفاق کر کے اپنا موثر کردار ادا کریں۔

* سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

داتا دربار دھماکے اور بے بصیرت قیادت!

عبدالرشید ارشد

اچھے منصوبہ ساز کی صفت یہ ہے کہ وہ اپنی ہر کارروائی کے لیے ہمہ پہلو تیاری کرنے کے بعد اس پر عملدرآمد کرتا ہے یعنی First Plan the work, then work the plan پر Letter and spirit کے ساتھ عمل پیرا ہوتا ہے۔ مثلاً خودکش دھماکوں ہی کو لیجیے۔ پہلے وقوعہ کی جگہ کا انتخاب، پھر سروے اور مسلسل نگرانی، دھماکے کون کرے گا۔ دھماکے کے فوراً بعد ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان کون کرے گا۔ اس اعلان کے لیے تائیدی بیانات کیا ہوں گے۔ کس کس کی زبان سے ادا ہوں گے۔ میڈیا کیسے کوریج دے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

عملی زندگی میں ہر اقدام کے پیچھے کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے۔ بے مقصد نہ کوئی وقت اور پیسہ لگاتا ہے اور نہ ہی اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ جتنا بڑا مقصد ہوتا ہے۔ بے مقصد نہ کوئی وقت اور پیسہ لگاتا ہے اور نہ ہی اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ جتنا بڑا مقصد ہوگا اتنا ہی بڑا وقوعہ یا قربانی ہوگی۔ مثلاً ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا وقوعہ بھی بڑا تھا اور اس بہانے افغانستان اور پھر پاکستان پر یلغار بھی کم بڑا مقصد نہ تھا۔ اِدھر جہاز ٹکرائے اُدھر بش نے القاعدہ اور طالبان کے خلاف کروسیڈ کا اعلانِ عام ''فرما'' دیا۔ یہ اعلان پہلے سے تیار رکھا گیا تھا جو وقت پر صدر کے ہاتھ دے کر میڈیا پر نشر کروا دیا گیا ورنہ وقوعہ بڑا ہو تو بیان کئی روز سوجھتا ہی نہیں۔

پاکستان کے طول و عرض میں دھماکے کس کے مفاد میں ہیں؟ کیا پاکستان میں بسنے والے مسلمان خود اپنی کشتی میں سوراخ کر کے ڈوبنا پسند کریں گے؟ کیا نائن الیون سے پہلے ایسی کارروائیوں کا وجود تھا؟ ہر ذی شعور کا جواب نفی میں ہے۔ برسوں سے شیعہ، سنی، وہابی، بریلوی، دیوبندی باہم مل کر زندگی سے لطف اندوز نہیں ہوتے رہے؟ کیا اِن کی باہمی رشتہ داریوں سے کسی کو انکار ہے؟ کیا داتا دربار، فرید گنج شکر، گولڑہ شریف، سیال شریف، تونسہ شریف، رحمان بابا کے مزاروں پر کوئی دہشت گردی ہوئی تھی؟ کسی مزار پر ''وہابیوں'' نے حملہ کیا تھا؟

نائن الیون کے بعد ہی یہ سب کچھ کیوں بھڑک اٹھا؟ یہ غور طلب مسئلہ ہے جسے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ پاکستان میں خودکش دھماکے ہوں یا ٹارگٹ کلنگ اس سے بھارت کا مفاد وابستہ ہو سکتا ہے۔ امریکہ، نیٹو یا اسرائیل کا مفاد وابستہ ہے کہ اسرائیلی وزیر بن گوریان نے کھلم کھلا پاکستان کو دشمن نمبر ایک کہا تھا اور بھارت کے ذریعے سبق سکھانے کی بات کی تھی۔ بن گوریان کا یہ بیان اُن کے سرکاری جریدہ جیوش کرانیکل میں شائع ہوا تھا۔ بھارت کی پاکستان سے ازلی دشمنی کسی ثبوت کی محتاج نہیں کہ معاملہ کشمیر کا ہو، کشمیر سے بہتے دریاؤں کے پانی کو روکنا ہو عالمی سطح پر ہر کوئی جانتا ہو۔ ہر اہم فورم پر بات کرتے نصف صدی سے زیادہ عرصہ بیت گیا ہے۔

جونہی کہیں خودکش دھماکہ ہوتا ہے۔ پہلے سے تیار ''نامعلوم مقام'' سے فون پر کوئی ''القاعدہ'' کوئی ''طالبان'' ذمہ داری قبول کر لیتا ہے اور اندرونِ ملک، ملکی قیادت کے بعض اہم ستون اور بعض دانشور بڑے ''منطقی دلائل'' کے ساتھ

یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ یہ کام القاعدہ کے سوا، وہابیوں کے سوا اور کوئی کر ہی نہیں سکتا اور جب وہ یہ بات کہہ رہے ہوتے ہیں تو الفاظ کا چناؤ اور لہجہ جھوٹ کی غمازی کر رہا ہوتا ہے۔ مگر ڈھٹائی کی انتہا کہ وہ گوئبلز سے بھی بڑھ کر اپنے اس جھوٹ پر استقامت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ جھوٹ سنتے سنتے قوم کے کان پک گئے ہیں۔

ہم نے آغازِ کلام میں عرض کیا ہے کہ دیکھنے والی چیز مفاد ہے کہ کس کس کا مفاد وقوعہ سے وابستہ ہے۔ بھارت، امریکہ اور اسرائیل، پاکستان کے مسلّمہ دشمن ہیں۔ امریکہ کی دوستی منافقت پر مبنی ہے اور منافق کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ ان کی منصوبہ بندی آج کی نہیں، کل کی نہیں، برسوں سے بھی آگے کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

☆ فرانس کا بادشاہ لوئی ہشتم جب مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوا تو اُس نے یورپی عیسائیوں کے اربابِ اختیار سے مل کر لائحہ عمل بنایا جس کا مقصد اسلام کو ختم کر کے مسلمانوں کو یورپی تسلط میں لانا تھا:

(۱) مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور تفرقہ پیدا کرنا اور خلیج کو وسیع کرتے رہنا۔

(۲) نیک اور صالح قیادت کا راستہ روکنا، رشوت، کرپشن وغیرہ کو زیادہ سے زیادہ کرنا۔

(۳) مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو کمزور کرنا، عورتوں کے ذریعے اخلاق و کردار کو تباہ کرنا، وغیرہ۔

(''تلاش''، ممتاز مفتی، صفحہ ۲۳۶)

اسے آپ بہت پرانی بات کہہ کر رد کر سکتے ہیں۔ ماضی قریب سے دوسری مصدقہ مثال لیجیے:

☆ منجاب رچرڈ بی مچل، سی آئی اے (امریکا)　　(انتہائی خفیہ)

☆ بنام! سربراہ خفیہ سروس سی آئی اے (مصر)

آپ کے پاس ہمارے نمائندوں کی، کارندوں کی بھیجی ہوئی جو معلومات جمع ہو چکی ہیں مصری اور اسرائیلی انٹیلی جنس کی جو رپورٹیں ہمیں موصول ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مصر اور اسرائیل کے مابین جو سمجھوتا ہونے والا ہے۔ اس کے راستے میں مزاحم ہونے والی حقیقی قوت اسلامی تنظیمیں ہیں۔ ان میں سرفہرست اخوان المسلمون ہے جو مختلف شکلوں میں مختلف ممالک حتی کہ امریکہ میں بھی کام کر رہی ہے۔

اسرائیلی محکمہ جاسوسی نے سفارش کی ہے کہ معاہدہ پر دستخطوں سے پہلے اس جماعت پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ معاہدہ پر دستخطوں کی ضمانت مل سکے...... ہم مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

☆ مکمل خاتمے کے بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیتوں کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع سے، جن کا ہم آگے ذکر کریں گے، قابو میں نہ آئیں (ضمیر کی قیمت نہ لیں) ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری معلوم ہو......،

☆ ان کی قیادتوں کو آپس میں کے شکوک وشبہات سے ٹکرا دیا جائے۔ اختلاف کے بیج بو کر خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے تاکہ باہمی سر پھٹول سے تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

☆ سنت پر حملے کیے جائیں، ایسا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ سنت اور دوسرے اسلامی ماخذوں کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جائیں۔

☆ مختلف اسلامی جماعتوں میں پھوٹ ڈالی جائے۔ ان جماعتوں کے مابین اور اندر تنازعات کھڑے کر کے اس خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جاتا رہے۔

☆ نوجوانوں کو توجہ اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھ رہی ہے یہ ایک زد ہے جس کا مقابلہ ضروری ہے خاص طور پر لڑکیاں اسلامی لباس کا التزام کر رہی ہیں اس کا مقابلہ ذرائع نشر واشاعت اور جوابی ثقافتی سرگرمیوں سے کرنا ضروری ہے۔ (دستخط رچرڈ مچل۔ بشکریہ مجلۃ الدعوۃ الکویت)

مذکورہ تفصیلی خط سے چند نکات بطور نمونہ آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ آپ مصر کی جگہ پاکستان پڑھتے ایک بار پھر توجہ سے اپنے ذہن میں محفوظ رکھتے پاکستان کے موجودہ حالات کا تجزیہ کیجئے اور پھر خود ہی فیصلہ کیجئے کہ ڈیرہ اسماعیل خان یا قبائلی ایجنسیوں میں شیعہ سنی فسادات کس کے مفاد پر گواہی دیتے ہیں، رحمان بابا کا مزار ہو یا داتا دربار کا خودکش حملہ کس کے لیے نفع بخش ہے؟ شیعہ سنی راہنماؤں کی ٹارگٹ کلنگ سے فائدہ کسے ہوگا؟ یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ ہمارے ہر شعبہ زندگی میں خصوصاً اسٹیبلشمنٹ اور دینی جماعتوں میں، دانشور طبقہ میں، سی آئی اے، را اور موساد کے تنخواہ دار ایجنٹ موجود ہیں مگر پہچان لینے کے باوجود بسا اوقات نام لیتے شرماتے ہیں، خوف کھاتے ہیں اور جب وہ اقتدار کے ایوانوں سے نکلتے ہیں تو ہمارے لب کھلتے ہیں مثلاً کسی سابقہ حکومت کا مزیر خزانہ شعیب ہو یا شوکت عزیز اور پرویز مشرف ہو۔

دینی جماعتوں میں موجود ''گھس بیٹھیے'' ہیں جو دینی جماعتوں کی تقسیم در تقسیم میں مصروف ہیں، گروہ بندیاں ہو رہی ہیں اتحادِ ملت کے بخیے ادھڑ رہے ہیں اور ان کی ''قوت و منصوبہ بندی'' کے سامنے علمائے حق بے بس ہیں، مٹی کے مادھو ہیں۔ تقویٰ کا غلاف لپیٹے اللہ کو ''خوش'' کرنے میں مصروف ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے دعویدار ہیں مگر وراثت کے حامل نہیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کے نام پر دشمن کے ایجنٹ دہشت گردی کرتے ہیں، (بندر دودھ پیتا ہے، ریچھ منہ کو لگائی گئی بالائی کے سبب پیٹتا ہے) دینی جماعتیں بدنام ہوتی ہیں۔ دین کا علم رکھنے والا کون سا مسلمان ہوگا جو مسجد میں تخریب کاری کرے گا؟ دربار کی حرمت مجروح کرے گا؟ کیا نائن الیون سے پہلے کبھی ایسا ہوا تھا؟ یہ دہشت گردی ہمارے آقاؤں کی عطا ہے۔ یہ ''اسلامی دہشت گردی'' اور ''مذہبی انتہا پسندی'' کے علم تلے اس وقت تک پھلتے پھولتے رہیں گے جب تک آقا کا سایہ ہمارے سروں پر ''سلامت'' رہے گا اور مستقبل وبعید میں یہ کمبل چھوڑتا نظر نہیں آتا۔ کیا خیال ہے آپ کا؟ کچھ غلط تو نہیں کہا؟ مسیحیوں پر حملے، قادیانیوں کی عبادت گاہوں، درباروں اور مساجد پر حملے باہمی سر پھٹول سے پاکستان کو عدم استحکام کی طرف دھکیلنے کا ایجنڈا ہے۔ یہ کس کا مفاد ہے؟

عدالتیں دہشت گردوں کو بری کر دیتی ہیں:

اپنوں اور غیروں کو شدید ترین اعتراض ہے کہ پاکستان میں عدالتیں، خصوصاً دہشت گردی کی عدالتیں دہشت گردی کے ملزموں کو رہا کر دیتی ہیں اور وہ پھر دہشت گردانہ کارروائیوں میں دیدہ دلیری سے مصروف ہو جاتے ہیں۔ یوں ملک میں دہشت گردی ختم ہونے کے بجائے دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس اعتراض کو میڈیا میں نہایات اونچے سروں میں نشر کیا جاتا ہے۔ یہ پاکستانی عدالتوں پر حرف گری ہے یا حقیقت اسی پر ہم اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ جہاں جھول محسوس کریں نشاندہی فرمادیں اصلاح ہو جائی گی۔

کسی جگہ خودکش دھماکہ ہو یا ریموٹ کنٹرول دھماکہ سب سے پہلے یہ اعلان ہوتا ہے کہ خودکش بمبار کا سر مل گیا ہے اور

اس ادھڑے سر کی نوک پلک سنوار کر اس کی تصویر یا قلمی خاکہ سے شناخت کی کوشش کی جاتی ہے۔ جائے وقوعہ پر مرنے والے دوسرے لوگوں کے سر بھی ہوتے ہیں۔ زخم اور بارود کے ذرّات بھی مہر سر اور ہر لاش پر ہو سکتے ہیں ایسے میں کوئی ایک سر اٹھا کر اسے خودکش بمبار کا نام دینے میں غلطی کا بہت زیادہ امکان ہے۔ چند گھنٹے بعد مشتبہ دہشت گردوں اور چند روز بعد کسی ماسٹر مائنڈ کی خبر عوام کو سنا دی جاتی ہے تاکہ ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور اداروں کی ''پھرتیلی'' کارروائی سے ان کی اعلیٰ کارکردگی کا تاثر قائم رہے۔

ایسا بھی اکثر ہوا ہے پشاور میں ہوا اور چند گھنٹے بعد مشتبہ دہشت گرد گروہ کا ماسٹر مائنڈ یا رکن جنوبی پنجاب یا سندھ کے کسی شہر سے پکڑے جانے کی خبر عوام کو سنا دی گئی۔ جہاں سے جس کو پکڑا گیا وہاں کی آبادی کے لوگوں نے اس کے کردار کی، اس کی بے گناہی کی تصدیق کی مگر'' کارروائی کے کامیابی کے لیے ملزم دھر لیا گیا اور اسے تفتیشی مرکز لے جا کر اقبال جرم کرواتے چالان تیار کر کے ایجنسی کے لوگ مطمئن ہو گئے، بڑوں کے سامنے سرخرو ہو گئے۔ بے شمار بے گناہوں کی گرفتاری پر ان کے والدین، اہل محلّہ اور اہل دیہہ نے احتجاج کیا ہے جو ملکی اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوا۔ کچھ دہشت گردانہ کارروائیاں ایجنسیوں کی ڈرامہ بازی بھی تھی مثلاً جنرل پرویز مشرف پر پہلا قاتلانہ حملہ جس میں پل کا صرف ایک معمولی کونا ٹوٹا تھا کہ ''دہشت گردانا ڑی'' تھے۔

ایسے مقدمات کے چالان جب عدالتوں میں جاتے ہیں تو عدالتیں آنکھیں بند کر کے حکومت کی لاج رکھنے کی خاطر عدل کا قتلِ عام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتیں۔ میرٹ پر ہر کیس کا جائزہ لیا جاتا ہے، پولیس رپورٹ، پولیس کے خود ساختہ گواہوں اور ملزم کے ''اقبالی بیان'' کو جب ملزمان کے گواہان کے بیانات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو عدالت کے سامنے ایک مکمل ''منہ بولتی'' تصویر آ جاتی ہے جس سے نظریں چرانا، جسے نظر انداز کرنا عدالت کے باضمیر جج کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ نتیجتاً ''مجرم'' انصاف کے کٹہرے سے صاف بچ نکلتے ہیں۔

ہم اپنے مذکورہ نقطہ نظر کی تائید میں بطور مثال پروفیسر محمد سعید صاحب، ذکی لکھوی اور دوسرے ''مجرمان'' کے مقدمہ کو پیش کرتے ہیں۔ بھارت نے الزام لگایا، ثبوت پیش کیے، وزیر داخلہ کے حکم پر پاکستانی ایجنسیاں فوراً حرکت میں آئیں اور بھارتی الزامات کی پاداش میں الدعوۃ کی ٹیم دہشت گرد گردانی گئی، گرفتار ہوئی، نظر بند ہوئی۔ جب یہ دہشت گردی کے ماسٹر مائنڈ اور اس کی ٹیم کا مقدمہ عدالت میں گیا تو فاضل عدالت نے آنکھیں بند کر کے الزامات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ایک ایک الزام کو عدل کی کسوٹی پر پرکھتے مقدمہ خارج کر دیا۔

جہاں تک ملزمان کے ''اقبالی بیانات'' کی حقیقت کا تعلق ہے، ہمارے تفتیشی مراکز کے ''سائنسی طریقہ تفتیش'' سے ہماری اسٹیبلشمنٹ کا کوئی رکن یا اعلیٰ قیادت سے کوئی معتبر شخصیت چند گھنٹے کے لیے گزر جائے تو ایسے ایسے اقرار سامنے آئیں گے کہ عقل و شعور سر پیٹ لیں گے۔ عدلیہ کو مجرم چھوڑنے کا طعنہ دینے سے پہلے دہشت گرد پہچاننے، دہشت گرد پکڑنے اور قبالی بیان حاصل کرنے کے جملہ مراحل میں اپنے ضمیر کے کھرے پن کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ایجنسیاں حقیقی مجرم پکڑیں گی تو عدالتیں سزا دیں گی۔ دھماکے بھارتی را کرتی ہے، امریکی سی آئی اے اور موساد کرواتی ہے، ان سے رشتہ داری نبھانے والے ان کا نام لینے اور انھیں پکڑنے کے بجائے ہاتھ ڈالتے ہیں الدعوۃ، لشکرِ طیبہ، لشکر جھنگوی، جیش محمد وغیرہ پر۔ ملک کا دشمن کون ہے ۱۷ کروڑ عوام جانتے ہیں صرف حکومت نہیں جانتی۔

''تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین''

ایوب حامد (ٹورانٹو)

کچھ ہفتے قبل مجھے ٹومب آف جیسس (عیسیٰ کا مزار) نامی تنظیم کی جانب سے ایک ای میل آئی۔ نام سے پتا چل گیا کہ یہ ای میل کسی قادیانی شخص یا تنظیم کی طرف سے ہے، کیونکہ اس دنیا میں کسی کو حضرت عیسیٰ کی قبر کے بارے میں خبط نہیں ہے، سوائے قادیانیوں کے۔ جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہونا ثابت نہیں کرتے، اپنے پیشوا مرزا غلام احمد کے مسیح موعود ہونے کی کوئی توجیہ نہیں کر سکتے۔ لہٰذا کبھی وہ سری نگر میں کسی قبر کو حضرت عیسیٰ کی قبر ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کبھی اس سلسلے میں دوسرے تنکوں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ جب ٹیورین کفن (Shroud of Turin) کا وجود منظر عام پر آیا تو اس کہانی کو بھی اپنے مقصد کے لیے استعمال کی کوشش کی۔ Shroud of Turin کے نام سے اٹلی میں ایک کپڑے کا ٹکڑا رکھا ہوا ہے جس کے بارے میں بعض عیسائیوں کا وہم ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا کفن تھا اور معجزانہ طور پر اس پر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی شبیہ آ گئی تھی۔ ان کے عقیدے کے مطابق اس کفن کا وجود ظاہر کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ اپنے کفن سے نکل کر سہارا لے کر زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے۔ قادیانیوں نے اس کفن کا سہارا لے کر حضرت عیسیٰ کے بارے میں بنائی گئی کہانی کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ سائنسی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ کفن جعلی ہے اور کسی آرٹسٹ کی حرکت ہے، لیکن قادیانیوں کو کسی چیز کے اصلی یا جعلی ہونے سے کیا سرورکار؟ ایک طرف وہ قرآن پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف قرآن کے بیان کے خلاف جانے والی جعلی چیز کی بنیاد پر اپنی جعل سازی کو بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآن نے واضح طور پر سورہ نساء میں کہا ہے: ''انھوں نے نہ اسے قتل کیا، نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ انھیں دھوکہ ہوا۔'' جب قرآن حضرت عیسیٰ کو صلیب پہ چڑھائے جانے کی واضح طور پر تردید کر رہا ہے تو قرآن پہ ایمان رکھنے والا شخص ایسے شخص کے وجود کو کیسے مان سکتا ہے جس کا وجود اس مفروضے پر ہے کہ وہ صلیب پہ مصلوب ہو کر کفن میں دفن کیے گئے۔

بہر حال یہ بات درمیان میں ٹومب آف جیسس کے حوالے سے آ گئی۔ میں ذکر کر رہا تھا کہ بغیر میری رضا کے انھوں نے Spam کے طور پر مجھے ای میل بھیجی چونکہ مجھے اپنے وقت کی قیمت کا بہت زیادہ احساس رہتا ہے اور میں بالکل پسند نہیں کرتا کہ مجھے کوئی غیر ضروری ای میل بھیجے، لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام کے مزار والی ای میل آتے ہی میں نے ان کو جواب دے دیا کہ مجھے آئندہ کوئی ای میل ہرگز نہ بھیجیں کیونکہ میں ان کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کسی شریف آدمی سے اگر درخواست کی جائے کہ مجھے ای میل نہ بھیجو، تو وہ فوراً بھیجنا بند کر دیتا ہے۔ مگر تہذیب اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر انھوں نے مجھے دھڑا دھڑ ای میلیں بھیجنی شروع کر دیں۔ کسی نے مجھے مناظرے کی دعوت دی، کسی نے مجھے بحث میں الجھانے کے لیے

اسلام سکھانے کو کہا، کسی نے کچھ۔ میں نے دو تین ای میلوں کا شرافت سے جواب دیا اور ہر بار یہی درخواست کی کہ مجھے مزید ای میل نہ بھیجیں، مگر وہ بھیجتے رہے۔ مصروفیات کے بے تحاشا بوجھ کی وجہ سے میں ان کے خلاف قانونی ایکشن نہیں لے سکا ورنہ میرا ارادہ تھا کہ متعلقہ اداروں سے رابطہ کر کے ان کی ناروا زیادتی کی شکایت کی جائے۔ پھر انھوں نے اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ میرے نام بھیجی گئی ای میل مسلمان کمیونٹی کے بہت سے افراد کو بھیجی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ نہ صرف یہ لوگ شرفاء کو جوان لوگوں کے منہ نہیں لگانا چاہتے خوامخواہ تنگ کر رہے ہیں بلکہ ای میل کی کاپیاں تقسیم کر کے وہ یہ تاثر دینا چاہ رہے ہیں جیسے ہم ان کے جھوٹ اور دھوکے بازیوں کے پول کھولنے سے قاصر ہیں۔ میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں ان ہی کے ایک مبلغ ڈاکٹر اعجاز قمر جو آج کل ٹورانٹو میں ان کے ساتھی ہیں، ونی پیگ میں گواہوں کی موجودگی میں اس کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر چکا ہوں۔ اس سے پہلے کراچی میں ۷۳-۱۹۷۲ء میں ان کے مبلغوں کی دلیلوں کی دھجیاں بکھیر نے کے علاوہ اگست ۱۹۸۹ء میں مرزا طاہر احمد کے مباہلہ کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے تحریری جواب بھیج چکا ہوں۔

اس مضمون کو لکھنے کا مقصد قادیانی مبلغین کی پر جوش حرکتوں کے ردِ عمل میں ماضی کو دہرانا نہیں۔ میرے خیال میں جہاں تک قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کا تعلق ہے اس بارے میں کسی قسم کی بحث کی کوئی گنجائش نہیں۔ مذہب کے حوالے سے کسی بھی رائے، فتویٰ اور فیصلے کا حق انہی کو ہے جو مذہب کو اہمیت دیتے ہیں، اسے اپنی عملی زندگی میں لاگو کرتے ہیں، اپنی زندگی اس کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں گزار دیتے ہیں۔ انہی مذہبی لوگوں کی نمائندگی علماء، فقہاء اور اولیاء کرتے ہیں۔ اب دنیا بھر میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والوں میں سے کوئی ایک تنظیم، جماعت یا فرقہ ایسا نہیں ملے گا جس نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیا ہو۔ پھر اس فتنے کے گڑھ یعنی پاکستان کی قومی اسمبلی میں ممکن حد تک عادلانہ و منصفانہ کارروائی کے بعد پاکستانی مسلمانوں کی تمام نمائندہ جماعتوں نے اجتماعی طور پر اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کر دیا ہے۔ اب اگر کوئی انفرادی طور پر پاکستانی قوم کے اجتماعی فیصلے سے اختلاف کرتا ہے تو یہ اختلاف اس مسئلہ پر اختلافِ رائے کی بجائے اس فرد کا ذاتی مسئلہ ہے۔ یہ ذاتی مسئلہ ذاتی مفاد کا ہو یا اسلام، اسلامی جماعتوں، تنظیموں اور مذہبی شخصیات سے ذاتی عناد کا، اس ذاتی مفاد یا عناد کی عظیم تر اجتماعی فیصلے کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔ مذہبی، نیم مذہبی، آزاد خیال، سیکولر، غرضیکہ پاکستان کی کون سی جماعت اور کون سی تنظیم تھی جس نے اس مسئلہ پر تمام تر بحث و مباحثے اور قادیانی جماعت کے سربراہ کے دعوؤں اور جواب دعوؤں کو سننے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں پس و پیش سے کام لیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی مبلغین یا پر جوش متعلقین کی انتہائی کوششوں کے باوجود عام مسلمان قادیانیوں سے اس مسئلہ پر بحث کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ سورج کی روشنی میں اگر کوئی دن کو جھٹلاتے ہوئے رات کے حق میں دلیلیں دینا شروع کر دے تو اس کی بینائی پر ترس تو کھایا جا سکتا ہے، اس سے بحث نہیں کی جا سکتی۔ اس لیے ہم قرآن کے فرمان کے مطابق جاہلوں سے کنارہ کر رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمارے پاس ان کی فضولیات کا جواب نہیں۔ جواب ہے اور روزِ روشن کی طرح واضح جواب موجود ہے۔ اور جواب کیوں نہ ہو کہ جب ہم جیسا عام مسلمان بھی اسلام کے بنیادی عقائد سے آگاہ ہونے کے باعث یہ جانتا ہے کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق جن باتوں پر ایمان لا کر انسان مسلمان بنتا ہے اس میں رسالت پر ایمان شامل ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا

مطلب یہ نہیں کہ زبان سے حسبِ موقع رسول اللہ کا ذکر تو کر دیا جائے لیکن جب عمل کا وقت آئے تو پھر تمام تر الہامات و احکامات کی بنیاد ختم المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کسی اور کو قرار دیا جائے۔ رسول پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف اللہ کا سچا پیغمبر مانا جائے بلکہ اس کے ساتھ دل و دماغ میں یہ بھی جاگزیں ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ایمان کا تقاضا ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ دینی امور پہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بات کہتے تھے وہ سب وحی پر مبنی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم شریعت کا ماخذ اور واجب الاتباع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے آخری نبی اور آخری رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی کسی قسم کی نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ دینی احکام پہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ان احکام پر عمل کرنے کے صرف وہی طریقے درست ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیے باقی سب طریقے غلط ہیں۔ مثلاً جس طرح آپ نے نماز پڑھی نماز صرف اس طریقے سے پڑھنا درست ہے۔ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا صرف اسی طرح روزہ رکھنا درست ہے وغیرہ۔ قرآن کے الفاظ کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریح کی ہو اس کے ہوتے ہوئے کوئی اور تشریح یا تعبیر غلط ہے۔

مندرجہ بالا باتوں میں کسی بات کو ماننے سے انکار کرنے سے رسالت پر ایمان درست نہ ہونے کی وجہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور معنی دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ہم تک پہنچے ہیں اور وہ دونوں قیامت تک مسلمانوں پر لاگو ہیں۔ اگر کوئی قرآن کے الفاظ تو مانے مگر اپنے من مانے معنی نکالنا چاہے بجائے ان معانی کے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے۔ یا یہ کہے کہ قرآن کی تعلیم پرانے زمانے کے لیے تھی آج کل کے لیے نہیں ہے تو اس کا قرآن سے ایمان اٹھ گیا اور وہ بھی کافر ہو گیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا ہے۔ خاتم اس کو کہتے ہیں جو آخری ہو چنانچہ پرانے زمانے کی کسی بھی کتاب یا تفسیر یا لغت کو اٹھا کے دیکھ لیجئے وہ یہی مطلب بتائے گی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث کے ذریعے خود اس کے معنی متعین کر دیے ہیں۔ اور واضح طور پر بتا دیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ اس بارے میں پندرہ حدیثیں حدیث کی صحیح ترین کتابوں میں مختلف صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے روایت کی گئی ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار کئی موقعوں پر اس بات کو اچھی طرح واضح کر دیا تھا کہ وہ آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین سے یہی مراد ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے، لہٰذا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوئے تو خود بخود آخری رسول بھی ہو گئے۔ اگر کوئی آپ کو آخری نبی یا آخری رسول ماننے سے انکار کرتا ہے وہ فوراً کافر ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان باطل ہو جاتا ہے۔ اس مسئلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے زمانے سے لے کر پورے تیرہ سو سال علماء میں مکمل اتفاق اور اجماع رہا، کسی نے کبھی اس رائے سے اختلاف نہیں کیا۔ یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں سے باقاعدہ جہاد کیا گیا اور اس کے بعد بھی مسلمان امت نے کبھی کسی نبوت کا دعویٰ کرنے والے یا اس کی پیروی کرنے والوں کو مسلمان نہیں سمجھا۔ لہٰذا جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں سمجھتا، اس کا رسالت پہ ایمان ناقص ہوا، وہ قرآن کا بھی منکر ہوا، حدیث کا بھی منکر ہوا، صحابہؓ کے اجماع کا بھی منکر ہوا اور مسلمان امت

کے اجماع کا بھی منکر ہوا۔اس رائے پر ہر ملک اور ہر دور کے علماء کے درمیان اس بات پر مکمل اجماع اور اتحاد رہا۔شریعت تو اس معاملہ میں اتنی حساس ہے کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے ثبوت مانگے اس کا ایمان بھی ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ جب ہمارا ایمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سچا نبی آ ہی نہیں سکتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔اس سے کسی دلیل مانگنے کی ضرورت ہی نہیں۔دلیل تو تب مانگیں جب شک ہو کہ شاید وہ اپنے دعوے میں سچا ہو۔اسی لیے جس نے دلیل مانگی،اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں شک ہو۔لہٰذا اس کا ایمان بھی ضائع ہو گیا۔اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے،لیکن لوگ کہیں ہم تمہیں نبی تو نہیں مانتے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے مگر ہم تمہیں کچھ اور یعنی مہدی یا مسیح موعود مان لیتے ہیں،تو ایسا کرنے کی بے وقوفی صرف وہی کر سکتے ہیں جن کو یہ تمیز نہ ہو کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کر کے کافر ہو گیا،اس کی شرافت کو ماننا بھی ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے کجا اس کے کہ اسے عزت یا منصب کا اہل سمجھا جائے۔لہٰذا جھوٹے نبی کو کسی بھی حیثیت میں ماننے والا شخص مسلمان نہیں رہتا۔

مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹے نبی یا اس کے ماننے والے آخر قرآن پڑھتے ہیں،نمازیں پڑھتے ہیں تو ہم انہیں کافر کیسے کہہ سکتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ انسان عمل سے مسلمان یا کافر نہیں بنتا۔صرف عقیدے سے بنتا ہے۔جب کسی کا عقیدہ باطل ہو تو اس کے تمام اعمال اللہ کے ہاں ضائع ہو جاتے ہیں۔گو عقیدہ کے ساتھ عمل صحیح ہونا ضروری ہے مگر صحیح عمل عقیدے کے بغیر بالکل بے کار ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس اصول کو کھول کر بیان کر دیا ہوا ہے کہ ایمان درست نہ ہو تو اعمال سراب کی حیثیت رکھتے ہیں۔اسی طرح اگر کچھ لوگ مسلمان ہونے کا دعویٰ کریں اور ساتھ ہی کسی جھوٹے نبی کو بھی مانیں تو وہ عقیدے کے لحاظ سے کافر ہو چکے ہیں وہ اسلام کا فرقہ نہیں ہیں وہ مسلمانوں کے لیے ایسے ہی ہیں جیسے ہندو سکھ اور مجوسی وغیرہ۔ہم ان سے انسانیت کا تعلق تو رکھ سکتے ہیں ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتے۔جو مسلمان ان کے جلسوں یا پروگراموں میں دوستی نبھانے کے لیے چلے جاتے ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہیے اور ان کے کفر کے کاروبار میں اپنی موجودگی سے رونقیں لگانے سے پہلے اپنے بارے میں قادیانیوں اور ان کے پیشوا کے یہ دعوے، پیشگوئیاں اور خصوصی طور پر اس زبان کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہیے جس میں ان کو خطاب کیا گیا ہے۔جب مسلمان علماء نے غیر اسلامی نظریات اور کافرانہ باتوں پر تعریض کی تو مرزا غلام احمد نے کس طرح جواب دیا،اس کے نمونے ذرا ملاحظہ کریں:

> ''مرزا صاحب ایک ایک فقرہ (مکتوب) سنتے جاتے تھے اور بڑے غصے سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے...... چند الفاظ...... یہ ہیں،خبیث۔سور۔کتا۔بدذات۔گوں خور۔ہم اس (ثناء اللہ) کو کبھی (جلسہ عام) میں نہ بولنے دیں گے۔گدھے کی طرح لگام دے کر بٹھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔'' (الہاماتِ مرزا،از ثناء اللہ حاشیہ ۱۲۲)

> ''دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کے لیے حق اور دیانت کی گواہی چھپاتے ہیں۔اے مردار خوار مولویو اور گندی روحو...... اے اندھیرے کے کیڑو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ۲۱)

''کنجریوں کے بچوں کے بغیر جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے باقی سب میری نبوت پہ ایمان لا چکے ہیں۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔'' (نجم الہدیٰ ص ۱۰)

''یہودیانہ قلابازیاں۔ ظلمت کے فرزند۔ زہریلے سانپ خباثت شرارت اور رذالت کے مظہر۔ عباد الدنیا، وقود النار کمینے۔ رذیل احمق۔ دوغلے نیچے دروں نیچے بروں۔ بدلگام۔ غدار۔ نمک حرام۔ دورخے۔ کھجلی اٹھی کبوتر نما جانور۔ سترے بہترے کھوسٹ۔ جھوٹے دھوکے باز فریب کار۔ اڑھائی ٹوٹر، بھیگی بلی۔ دجال۔ علی بابا چالیس چور۔ لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر۔ وغیرہ وغیرہ۔'' (فاروق ۲۸۔ فروری ۱۹۳۵ء)

یہ چند مثالیں ہیں۔ اپنی ایک کتاب میں جب مخالفین پر لعنت بھیجنا شروع کی تو صفحوں کے صفحے لعنت کا لفظ بار بار لکھ کر کالے کر دیے۔ لوگ بجا طور پر تعجب کرتے ہیں، ایسے شخص کے پیروکار ان چیزوں کا احساس کیوں نہیں کرتے؟ کچھ لوگوں کو تو حقیقت کا علم نہیں ہوتا اور سادگی میں پیچھے لگ جاتے ہیں یا پھنسا لیے جاتے ہیں اور کچھ لوگوں کا دنیاوی مفاد اور دیگر سماجی و خاندانی مجبوریاں ان کو اس دلدل میں ایسے پھنسا دیتی ہیں کہ ایمانی قوت کے بغیر اس سے نکلنا ناممکن ہوتا ہے۔

جو مسلمان ان سے رواداری اور میل جول کے قائل ہیں انھوں نے اوپر مسلمانوں کے لیے کنجریوں کی اولاد کا لفظ تو پڑھ لیا ہوگا، مندرجہ ذیل عبارات بھی دیکھ لیں:

''جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا کے نشانوں کو رد کرتا ہے...... وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی، ص ۱۲۴)

''کفر دو قسم پر ہے اور یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا، دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا...... یہ دونوں قسم کے ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی، ص ۱۷۹)

یعنی ان کے نزدیک آپ کافر ہیں۔

عام طور پر یہ لوگوں بہت مروت سے ملتے ہیں اور ایسے ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے یہ بہت مہذب لوگ ہیں۔ اور نعرہ تو لگاتے ہیں love for all hatred for none لیکن ان کی مروت اور تہذیب کا اندازہ کرنا ہو تو بس ذرا ان کو مضبوط دلائل اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے ان کے جھوٹ اور بہروپ کو ثابت کر دیجئے، پھر دیکھئے یہ کیسے بد زبانی، بدتہذیبی اور ناشائستگی پر اتر آتے ہیں۔ ان کے پیشوا کے رویے کی مثالیں آپ دیکھ ہی چکے ہیں، اس کے پیروکار بھی اسی کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، اس تحریر کا مقصد قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا بحث و مباحثہ نہیں۔ اس کا مقصد صرف اور صرف پرجوش قادیانیوں سے کنارہ کشی کی وجہ اور ان کے مسلمان دوستوں کے سامنے قادیانیوں کی اپنی زبان میں مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے یا عقیدہ بیان کرنا تھا۔ ورنہ جہاں تک قادیانیوں سے بحث کا تعلق ہے تو اس بارے میں اس مضمون کے عنوان کی حیثیت سے حرفِ اول ہی ہماری جانب سے حرفِ آخر بھی ہے۔

(مطبوعہ: ماہنامہ ''ضیائے آفاق'' اکتوبر ۲۰۰۹ء)

ختم نبوت کی تہذیبی اساس

پروفیسر محمد اکرم (لاہور)

ختمِ نبوت تاریخِ انسانی کا ایک تصور ہے جس پر امتِ مسلمہ کے امتیاز کی عمارت استوار ہے۔ زیادہ تر اس عقیدے پر دینی نطقۂ نگاہ سے روشنی ڈالی گئی تاہم علامہ اقبال نے عقیدۂ ختم نبوت کے دینی پہلو کے علاوہ تہذیبی پہلو کو نسبتاً زیادہ اجاگر کیا۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوئی کہ علامہ کے نزدیک ہر دین نبوت سے فیض یاب ہے اور ختمِ نبوت کے تصور کے بغیر بھی ادیان فعال و مقبول رہے ہیں۔ یقیناً اسلام بھی بطور دین نبوت سے فیض یاب ہے اور نبوت سے مربوط رہ کر قائم رہ سکتا ہے۔ دینی طور پر ختمِ نبوت کو بیان کرنا یا ماننا محض ایک عقیدے کی بات ہے جو فی نفسہٖ غیر مسلموں پر مؤثر نہیں ہوسکتی۔ مسلمان البتہ ختمِ نبوت پر اس لیے یقین رکھتا ہے کہ قرآن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ''خاتم النبیین'' قرار دیا۔ لہٰذا عقیدۂ ختم نبوت برحق ہے۔ اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے لہٰذا اس کے عقائد کا فطرت کے قریب اور قابلِ فہم ہونا ناگزیر ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کی وہ وضاحت پیش کی جائے جو ہر مسلم و غیر مسلم سلیم الفطرت ذہن کو متاثر کر سکے۔ چنانچہ علامہ اقبال عقیدۂ ختمِ نبوت کی توضیح میں دینی سے زیادہ تہذیبی نکات کو اہمیت دی۔

عقیدۂ ختمِ نبوت پر علامہ کے منفرد اندازِ نظر کو جانچتے ہوئے یاد رکھنا چاہیے کہ علامہ کے زمانی پس منظر میں مناقشے کی ایک صدی ہے جس میں مذہب سے عقیدے کی عقیدے سے عقل کی جذبے سے جدید کی قدیم سے جنگ جاری رہی۔ خصوصاً برصغیر میں ایک تہذیب دوسری تہذیب سے رد و قبول کی آویزش میں مبتلا رہی۔ لہٰذا تہذیبوں کی اس جنگ نے اقدار و افکار میں ایسا تغیر بپا کیا کہ کرداری استحکام کم و بیش ناپید ہوگیا۔ اس تزلزل کے باعث دین کی بابت بہت سے جائز و ناجائز سوالات پیدا ہوئے اور ان سوالات کے محکم و مبہم جوابات سامنے آئے بلکہ بقول اکبر الہ آبادی:

میری قرآن خوانی سے نہ ہوں یوں بدگماں حضرت
مجھے تفسیر بھی آتی ہے آپ اپنا مدعا کہیے

دین کی بابت اٹھنے والے ایسے ہی کج رو اعتراضات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اسلام چونکہ آئندہ زمانی تقاضوں سے ہم آہنگ نبوت کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتا لہٰذا اس نے اپنے تحفظ کے لیے عقیدۂ ختم نبوت اختیار کیا ہے۔ یہ بہت بڑا اعتراض تھا اگر اس کا جواب دیں

> ''جب سے اقبال کو قومیت کے جدید تصور کی تباہ کاریوں کا اندازہ ہوا تھا اور وہ اسلام کے عمرانی تصورات کی صداقت کے قائل ہوئے تھے۔ اس زمانے سے لے کر زندگی کے آخری ایام تک وہ حضور رسالت مآب کی مرکزی حیثیت پر زور دیتے رہے۔ وہ ابھی ولایت ہی میں تھے کہ انھوں نے اس موضوع پر اپنا پہلا شعر (۱۹۰۴ء) کہا تھا:

نرالا سارے جہاں سے اس کو عرب کے معمار نے بنایا
بِنا ہمارے حصارِ ملت کی اتحادِ وطن نہیں ہے

(پروفیسر محمد عثمان ''اسرار و رموز پر ایک نظر'' اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۱۲۲، ۱۲۳)

گویا علامہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی آفاقیت کے پیشِ نظر رسالتِ محمدی کی ابدی ضمانت کے طور پر ختمِ نبوت کو امتِ مسلمہ کے لیے مرکزی نقطۂ اتحاد بنایا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے جب ان کا شجرہ نسب دریافت کیا گیا تو فیضِ رسالت کے پیشِ نظر انھوں نے اپنی علاقائی یا تہذیبی نسبت کو اہمیت دینے کی بجائے جواباً فرمایا: ''**سلمان ابنِ اسلام ابنِ اسلام الیٰ آدم**''

یہ گویا صحابیٔ رسول کی طرف سے آمدہ امت مسلمہ کو درس تھا کہ اپنی شناخت کا ذریعہ رنگ، نسل، وطن، تہذیب کو بنانے کی بجائے فقط اسلام کو اپنا امتیازی تعارف ٹھہراؤ۔ علامہ نے رسالتِ محمدی کے تہذیبی مضمرات کے ضمن میں اس تہذیبی نقطے کی دلپذیر وضاحت کر کے امتِ مسلمہ کی شیرازہ بندی کا درس دیا۔

رسالتِ محمدی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اس کے سیاسی و تہذیبی مضمرات کو نمایاں کرنے کا جو طریقہ علامہ نے اختیار کیا وہ اس دور کے زمانی اقتضاء کی پیداوار ہے۔ یورپ ان دنوں نیشنلزم کے سیلاب میں بہہ رہا تھا، مختلف اقوام اپنے لیے نقطہ ہائے اتحاد کی جستجو میں تھیں۔ رنگ، نسل، تہذیب کے علاوہ سب سے بڑا نقطۂ اتحاد مغرب میں وطن قرار پایا۔ چنانچہ لازم تھا کہ دینی عقائد سے الگ مسلمان بھی اپنی تہذیبی شناخت کا کوئی نقطۂ منفرد مشتہر کریں۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر علامہ نے رسالت کو مسلمانوں کے لیے مرکزی نقطۂ اتحاد قرار دیتے ہوئے اس کی بناء پر ملت کی تشکیل، شناخت اور تحفظ پر زور دیا۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے اوّلاً علی گڑھ کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے ''ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر'' کے عنوان سے ۱۹۱۰ء میں ایک خطبہ دیا۔ جس میں ملتِ مسلمہ کی امتیازی شناخت اور اس کے تحفظ پر مفصل روشنی ڈالی۔ اس خطبہ میں علامہ فرماتے ہیں:

> ''ہماری قومیت کا اصل اصول نہ اشتراکِ زبان ہے نہ اشتراکِ وطن۔ نہ اشتراکِ اغراضِ اقتصادی، بلکہ ہم لوگ اس برادری میں جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائی تھی۔ اس لیے شریک ہیں کہ مظاہر کائنات کے متعلق ہم سب کے معتقدات کا سرچشمہ ایک ہے۔ اور جو تاریخی روایات ہم سب کو ترکہ میں پہنچی ہیں وہ بھی ہم سب کے لیے یکساں ہیں۔ اسلام تمام مادی قیود سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور اس کی قومیت کا دارومدار ایک خاص تہذیبی تصور پر ہے۔ جس کی تجسیمی شکل وہ جماعتِ اشخاص ہے جس میں بڑھتے اور پھلتے رہنے کی قابلیت طبعاً موجود ہے۔'' (سید عبدالواحد معینی، ''مقالاتِ اقبال'' ۱۹۶۳ء، ص ۱۲۰)

خطبے کے اس اقتباس سے صاف عیاں ہے کہ علامہ اقبال رسالت کو جماعت المسلمین کی شیرازہ بند قوت گردانتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ علامہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ رسالت محض مختلف مسلم اقوام کو ملت میں ضم کر دینے کا ہی ذریعہ نہیں بلکہ مختلف تہذیبوں کے حامل ان اجزاء کو مقاصد میں یک جہت کرنے کا انوکھا کام بھی انجام دیتی ہے۔ رسالتِ محمدی پر ایمان کے باعث مسلمان نسل، رنگ، تہذیب سے ماوراء ہو کر ایک دوسرے کا درد محسوس کرتے ہیں۔ عقائد و عمل میں یکسانیت گویا رسالت سے آتی ہے لہٰذا رسالتِ محمدی پر غیر متزلزل یقین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا گویا مسلم

تہذیب کو ابدی تحفظ فراہم کرتا ہے۔اس کا اظہار علامہ اقبال نے اپنے انداز میں یوں کہا:

از رسالت ہم نوا گشتیم ما
ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما

ترجمہ: (رسالت کے باعث ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوئے اور اسے دم سے ہم یکجان اور مقاصد میں ایک ہیں۔)

رسالت کی ان برکات سے فیض یاب تہذیب اپنی مخصوص تاریخ، روایات اور اقدار کی مالک ہے جو کہ اس تہذیب کی الگ شناخت برقرار رکھے ہوئے ہے۔علامہ کے نزدیک اگر ہم رسالت سے اپنا رشتہ منقطع متزلزل یا کمزور کر لیں تو ہماری حیثیت مسخ ہو رہے گی۔فرماتے ہیں:

دامنش از دست دادن مردن است
چوں گل از بادِ خزاں افسردن است

ترجمہ: (ان کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دینا گویا مرجانا ہے جیسے کہ پھول خزاں میں مرجھا جاتا ہے۔)

اس خدشے کے پیشِ نظر کے رسالتِ محمدیہ سے مسلمانوں کا لگاؤ مختلف امتوں کے اپنے نبی سے روایتی لگاؤ کی طرح خیال نہ کیا جائے۔علامہ نے مفصل رسالتِ محمدی کی آفاقی، تہذیبی برکات کو نمایاں کیا۔علامہ نے قرار دیا کہ مسلمانوں کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔اس کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر محمد عثمان رقم طراز ہیں۔

> ''رسالتِ محمدیہ کا مقصود انسانوں کی آزادی، برادری اور برابری ہے لیکن یہ وابستگی محض جذباتی نوعیت کا لگاؤ (مذہبی قسم کی) اندھی عقیدت نہیں جو اکثر گروہوں میں اپنے دینی پیشوا کے لیے پائی جاتی ہے۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی دل بستگی، بصیرت اور حقیقت بینی پر مبنی ہے۔رسولِ کریم کا بنیادی پیغام......توحید......اگرچہ پہلے انبیاء کرام سے مختلف نہیں لیکن توحید کی اساس پر جس قسم کی سوسائٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر کی، اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کہیں اور نہیں ملتی۔'' (پروفیسر محمد عثمان، ''اسرار و رموز پر ایک نظر'' اقبال اکادمی لاہور ۱۹۷۷ء، ص۱۲۴، ۱۲۵)

گویا علامہ کے نزدیک رسالتِ محمدی مسلمانوں کے لیے تہذیبی بقا اور عام مسلمانوں کے لیے انسانی فلاح کا ذریعہ ہے۔یہی بات ہے کہ علامہ نے ختمِ نبوت پر حقیقی سخت مؤقف اختیار کیا اور واضح انداز میں لکھا کہ قادیانیت کو مسلمان کسی طور برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ یہ فتنہ ان کے اتحادِ ملّی کو پارہ پارہ کرسکتا ہے۔رسالتِ محمدی کو مسلمانوں کی تہذیبی بقا اور انسانیت کی فلاح قرار دینا اور اس کی مختلف حوالوں سے وضاحت کرنا علامہ کا کمال ہے۔اس ضمن میں ''رموز'' کے باب نمبر آٹھ کا عنوان ''در معنی ایں کہ مقصودِ رسالت محمدیہ تشکیل و تاسیس حریت و مساوات و اخوتِ بنی نوع آدم است'' ملاحظہ کرنا چاہیے۔اس عنوان ہی سے ظاہر ہے کہ علامہ رسالتِ محمدی کو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ پوری انسانیت کے لیے مظہرِ فیض جانتے تھے۔جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲۳ سال کی طویل جدوجہد اور شبانہ روز محنت سے ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جو انسان کی حریّت، اخوت اور مساوات کی نہایت زندہ اور پائندہ مثال ہے۔رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کی بے پناہ عقیدت کا راز اس بات میں چھپا ہے کہ آپ کی رسالت کا مقصود کوئی نیا گروہ پیدا کرنا یا اپنے ملک یا قوم کی برتری کا سکہ بٹھانا نہ تھا بلکہ عملی طور پر یہ ثابت کرنا تھا کہ تمام انسان بحیثیت انسان آزاد ہیں۔

رسالت کی بابت علامہ کے تہذیبی دلائل کو دیکھنا ہو تو ردّ قادیانیت پر علامہ کے خیالات ملاحظہ کریں۔ ردّ قادیانیت پر علامہ کی تحریرات کی بنا زیادہ تر رسالت کے تہذیبی مضمرات پر ہے۔ قادیانیت اور مسلم امہ کے آئندہ تعلق پر محاکمہ کرتے ہوئے علامہ رقم طراز ہیں۔

”یہ ظاہر کہ اسلام، جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لیے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لیے مزید افتراق کا باعث بنے...... نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختمِ نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے انھیں حفظِ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا......
اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے سوا چارۂ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوموں کے خلاف اپنی مدافعت کرے۔“ (لطیف احمد خان شیروانی، ”حرف اقبال“ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ۱۹۸۴ء، ص ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۷)

رسالت کے سیاسی و تہذیبی مضمرات علامہ کی دور بین نگاہوں پر کس طرح منکشف تھے، اس کا اندازہ ان کی نثری اور شعری کاوشوں سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ امتِ مسلمہ کو قوم کے مقابل ملت بنانے والی چیز رسالتِ محمدی ہی ہے۔ اگر توحید پرستی سے یہ کام ممکن ہوتا تو یہود و نصاریٰ بھی تشکیلِ ملت میں کامیاب رہتے۔ رسالت کے آفاقی نہ ہونے کے باعث یہود و نصاریٰ وطنیت، تہذیب، رنگ اور نسل کا شکار ہو گئے۔ دائرہ ہائے افتخار کے سمٹنے کے باعث توحید پرستی بھی خالص نہ رہ سکی۔ لہٰذا تثلیث جیسے مبہم عقائد وضع کیے گئے۔

رسالتِ محمدیہ کے سیاسی و تہذیبی مضمرات اجاگر کر کے علامہ نے امتِ مسلمہ کو خبردار کیا کہ رسالتِ محمدیہ کے تہذیبی پہلو سے صرف نظر وحدت ملیہ کے لیے تباہ کن ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جس طرح رسالتِ محمدیہ پر از روئے عقیدۂ دینیہ ایمان لانے کی اشد ضرورت ہے بعینہٖ بطور ”ذریعۂ وحدتِ ملت“ رسالتِ محمدیہ پر پختہ ایمان رکھنے کی ضرورت بھی ہے۔ اسی نسبت سے ہر ایسے گروہ کی مدافعت بھی کرنا ہوگی، جو رسالتِ محمدی کے ذریعے قائم ہونے والی وحدت ملّت کو ضرر پہنچائے۔ یہ گویا مسلمانوں کو اپنے قومی تشخص کے تحفظ کا بے نظیر درس تھا جو علامہ نے اپنے منفرد انداز میں دیا۔ باوثوق کہا جا سکتا ہے کہ علامہ نے رسالت کے سیاسی و تہذیبی مضمرات کو اجاگر کر کے اہم ملّی خدمت سرانجام دی ہے۔

دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور　042-7122981-7212762

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حبیب جالب

احرار رہنما سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بے پناہ خطیب اور مقرر تھے۔ ان کا یہ عالم تھا کہ وہ کسی جلسے میں صبح تک بلا تکان تقریر کرتے اور لوگ ان کو سنا کرتے۔ ان کے خطبات اور تقریروں میں ایسا جادو تھا کہ لوگ انہیں سن کر کبھی روتے تو کبھی ہنستے۔ وہ بہت بڑے عالم تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے میری ملاقات شیخ حسام الدینؒ نے ماڈل ٹاؤن میں کرائی تھی۔ شیخ حسام الدین نے مجھ سے کہا کہ دو ایک شعر ترنم سے سناؤ۔ میں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو اپنی یہ غزل سنائی تھی جس کا مطلع تھا......

اپنوں نے وہ رنج دیے ہیں بے گانے یاد آتے ہیں
دیکھ کے اس بستی کی حالت ویرانے یاد آتے ہیں

اور مقطع تھا کہ

کوئی تو پرچم لے کر نکلے اپنے گریباں کا جالبؔ
چاروں جانب سناٹا ہے دیوانے یاد آتے ہیں

ان کے دل کی حالت بڑی نازک تھی۔ غزل کے اشعار سن کر ان پر رقت طاری ہوگئی اور انھوں نے مجھے پڑھنے سے روک دیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ترقی پسندوں سے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جیل میں رہنے کی وجہ سے وہ سب لوگوں سے ملا جلا کرتے تھے۔ وہ خود ایک انقلابی آدمی تھے۔ ساحر لدھیانوی کا ایک بڑا مشہور واقعہ ہے کہ ان سے اپنی ایک قطعہ بند غزل کا دوسرا شعر نہیں ہو رہا تھا۔

ملیں اسی لیے ریشم کے ڈھیر بنتی ہیں
کہ دخترانِ وطن تار تار کو ترسیں

ساحر لدھیانوی فوراً سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے پاس گئے اور ان سے جا کر کہا کہ مجھ سے دوسرا شعر نہیں ہو رہا ہے۔ شاہ صاحب نے سنا اور اسی وقت دوسرا شعر کہہ دیا کہ

چمن کو اس لیے مالی نے خوں سے سینچا تھا
کہ اس کی اپنی نگاہیں بہار کو ترسیں

ساحر نے پوچھا کہ ''یہ شعر میرا ہے؟'' انھوں نے کہا کہ ''ہاں اب تمہارا ہو گیا۔

(جالب بیتی، صفحہ ۲۴۸، طاہر اصغر، جنگ پبلشرز لاہور، اگست ۱۹۹۳ء)

ٹوٹ گئی زنجیر

(درویشِ عظیم سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی نذر)

حبیب جالب

ایک طرف توپوں کے دہانے ایک طرف تقریر
زنداں میں بھی ساتھ رہی آزادی کی توقیر
خوشبو بن کر پھیلی تیرے خوابوں کی تعبیر
ٹوٹ گئی زنجیر
تجھ سے پہلے عام کہاں تھی دار و رسن کی بات
چاروں جانب چھائی ہوئی تھی محکومی کی رات
اپنے بھی تھے ظلم پہ مائل بیگانوں کے سات
آگے بڑھ کر تو نے بدل دی ہم سب کی تقدیر
ٹوٹ گئی زنجیر
گلی گلی میں تیرے چرچے نگر نگر کہرام
بول کے میٹھی بولی تو نے کیا تھا جگ کو رام
جب تک قائم ہے یہ دنیا رہے گا تیرا نام
کون مٹا سکتا ہے تیری عظمت کی تحریر
ٹوٹ گئی زنجیر
ہنسی ہنسی میں تو نے کھولے اہلِ ستم کے راز
مرتے دم تک تو نے اٹھائے سچائی کے ناز
کہیں دبائے سے دبتی ہے شعلہ صفت آواز
چیر گئی ظلمت کا سینہ لفظوں کی شمشیر
ٹوٹ گئی زنجیر
تیرے خوشہ چیں ہوئے ہیں آج بڑے دھنوان
تو نے اپنی آن نہ بیچی کیسی ہے تیری شان
بات پہ اپنی مٹ جو جائے وہی ہے بس انسان
شاہ تجھے کہتی ہے دنیا تو تھا ایک فقیر
ٹوٹ گئی زنجیر

(ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، سالنامہ بیادِ امیر شریعت، ۱۵/ جنوری ۱۹۶۲ء)

غزل

حبیب جالبؔ

اپنوں نے وہ رنج دیے ہیں، بیگانے یاد آتے ہیں
دیکھ کے اس بستی کی حالت، ویرانے یاد آتے ہیں

اس نگری میں قدم قدم پر، سر کو جھکانا پڑتا ہے
اس نگری میں قدم قدم پر، بت خانے یاد آتے ہیں

آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں، غربت کے صحراؤں میں
جب اس رم جھم کی وادی کے، افسانے یاد آتے ہیں

ایسے ایسے درد ملے ہیں، نئے دیاروں میں ہم کو
بچھڑے ہوئے کچھ لوگ، پرانے یارانے یاد آتے ہیں

جن کے کارن آج ہمارے حال پہ دنیا ہنستی ہے
کتنے ظالم چہرے، جانے پہچانے یاد آتے ہیں

یوں نہ لٹی تھی، گلیوں گلیوں دولت اپنے اشکوں کی
روتے ہیں تو ہم کو اپنے غم خانے یاد آتے ہیں

کوئی تو پرچم لے کر نکلے، اپنے گریباں کا جالبؔ
چاروں جانب سناٹا ہے، دیوانے یاد آتے ہیں

(جالب بیتی صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

شاہ جی کی باتیں

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

انگریز کا تازہ خون:

دو انگریز کے باغی جب آپس میں ملتے ہوں گے اس وقت کیسا منظر ہوگا۔ ایک دفعہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجاہد اسلام حضرت غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تشریف لائے تو مولانا ہزاروی اپنے کچے مکان میں نہیں تھے جس کو مخالفین نے کوٹھی کے نام سے لکھا تھا حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا حضرت کیا پسند کریں گے حضرت امیر شریعت نے فوراً کہا کہ انگریز کا تازہ اور گرم گرم خون۔ گھر والے پریشان ہوئے کہ اب انگریز کا تازہ اور گرم خون کہاں سے لائیں اتنے میں حضرت ہزاری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے تو ان کو بتایا گیا کہ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مطالبہ کیا ہے؟ حضرت ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ بات سمجھ گئے فرمایا کہ تازہ چائے پلائی جائے اور خوب گرم گرم ہو۔

ہم کافر ہیں:

امام اہلسنت سیدی وسندی حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جوانی کا عجیب واقعہ سنایا کہ میری صدارت میں گوجرانوالہ میں جلسہ تھا امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ خطاب فرمارہے تھے کہ ایک چٹ آئی جس پہ لکھا تھا کہ تم کافر ہو۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آکر فرمایا جی ہاں ہم کافر ہیں! ہم حیران ہوئے یہ کیا ہوا؟ اتنے میں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی۔ فمن یکفر بالطاغوت و یؤمن باللّٰہ (مکمل آیت) سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶، ۲۵۷۔ پس جو شخص طاغوت کے ساتھ کفر کرے گا (مکمل ترجمہ تفسیر عثمانی اور معالم الفرقان میں ملاحظہ کریں)

ہم نے رب کے ہر نافرمان کا کفر کیا۔ ہر شیطان اور شیطان کے چیلوں کا مقابلہ کیا ہم شیطان اور اس کے پیروکاروں کے کافر ہیں۔ سچ لکھا آپ نے ہم شیطان کے کافر اور رب کے بندے ہیں۔ کسی نے خوب کہا ''ہم کافروں کے کافر، کافر خدا ہمارا''

یعنی ہم بھی کافروں اور شیطانوں اور سرکشوں اور باغیوں کے مخالف ہیں اللہ تعالیٰ بھی ان کا مخالف ہے۔ جو بات ہم کرتے ہیں اس میں ہمارے رب کی ہمیں مدد حاصل ہے۔ ہم یہ کام زندگی بھر کریں گے شیطان کے ہم کافر ہیں۔ اللہ کے بندے اور میاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ ہمیں اس پہ ناز۔ اب کیا خیال ہے؟ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ اس انداز میں سنا رہے تھے کہ محسوس ہو رہا تھا بخاری صاحب ابھی بول رہے ہیں اور اہلِ باطل کو للکار رہے ہیں اور دنیا کو بتارہے ہیں ہم ہر باطل کے مخالف ہیں۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ ایک باکمال انسان تھے۔ ان کی ہر ادا نرالی تھی۔ ان کے کردار پر لکھا جائے تو دفتروں کے دفتر ہو جائیں۔ ان کے واقعات سنائے جائیں تو ایک زمانہ گزر جائے۔ ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہوئی تھی۔ اتنا کچھ کر گئے جن کو پوری طرح ضبطِ تحریر میں لانے سے قلم نگار قاصر ہے۔ ایک ان کے مبارک قلم سے لکھا ہوا جملہ موجودہ دور کے لیے مشعل راہ نظر آرہا ہے۔

''مخلوق میں جب تک خالق کا نظام نہیں چلایا جائے گا دنیا میں امن نہ ہوگا'' اس جملہ کو بار بار پڑھا جائے اور غور کیا جائے۔ موجودہ دور کا بنیادی مسئلہ حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کیسے اختصار سے بالکل واضح انداز میں بیان کر دیا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ایک خطاب کا اقتباس

ضبطِ تحریر: ابوسفیان تائب

خطیب الامت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے تمام عمر خطابت کے ذریعے اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔ خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے تعاقب واستیصال کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کردیں۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں قید سے رہائی کے بعد آپ شدید علیل ہوگئے۔ مگر جونہی صحت بحال ہوئی تو آپ نے حسبِ سابق تقاریر کا سلسلہ شروع کردیا۔ یہ غالباً ۱۹۵۵ء، ۵۶ء کا دور ہے۔ انہی دنوں آپ راولپنڈی تشریف لے گئے اور تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ایک جلسۂ عام سے خطاب کیا۔ اس جلسہ میں مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ بھی سٹیج پر موجود تھے۔ مولانا کے ایک عقیدت مند نے حضرت امیر شریعت کی تقریر ریکارڈ کی مگر بعد میں اس کا زیادہ حصہ ضائع ہوگیا اور دو تین منٹ کا حصہ محفوظ رہ گیا۔ اس میں زیادہ گفتگو عوام کی مناسبت سے پنجابی زبان میں ہے۔ ہمارے کرم فرما جناب ابوسفیان تائب نے تقریر کا یہ حصہ ٹیپ ریکارڈر سے کاغذ پر منتقل کردیا۔ جسے افادۂ عام کے لیے ذیل میں شائع کیا جارہا ہے۔

تنبیہ:

حضرت امیر شریعت کی آواز میں مختلف کیسٹس بازار میں فروخت ہورہے ہیں۔ یہ سب جعلی ہیں۔ حالیہ دنوں میں ایک عربی خطبہ بھی موبائل فونز پر مسیج کے ذریعے چل رہا ہے۔ اور یوٹیوب پر بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ یوٹیوب پر اور بازار میں مختلف کیسٹس کے ذریعے حضرت امیر شریعت سے منسوب تقاریر پیش کی جارہی ہیں۔ اطلاع کی جاتی ہے کہ یہ سب جعلی ہیں۔ ان تقاریر میں اردو، عربی الفاظ کا تلفظ بھی غلط ہے۔ قرآن کی تلاوت مجہول ہے۔ یہ سب حضرت امیر شریعت پر تہمت کے مترادف ہے۔ حضرت امیر شریعت کی اپنی آواز میں صرف ایک ہی تقریر کا یہ مختصر حصہ محفوظ ہے۔ جسے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تمام حضرات کو ہدایت عطاء فرمائیں جو اس جھوٹ اور دھوکا دہی کے عملِ قبیح میں مبتلا ہیں۔ (ادارہ)

☆☆☆

ہم ڈیوٹی پر ہیں۔ جیسے مولانا محمد علی بتارہے تھے۔ عمل میرا ہو یا نہ ہو لیکن مجھے اپنے خون پر اعتماد ہے۔ ہاں! یہ مجھے یقین ہے کہ میں ہوں بنی ہاشم۔ اپنے علم پر مجھے یقین نہیں۔ تقویٰ تو ہے ہی نہیں۔ کچھ بھی نہیں ہے لیکن مجھے اپنے نسب پر یقین ہے۔ جٹو، اوزمیندارو...... ہک بوٹا ہووے لکردا۔ شریک وڈنا چاہوے۔ زمیندار آکھدا اے دس بوٹے تو میرے کولوں ٹاہلی دے گھن۔ ایہہ میرے دادے دالایا ہویا بوٹا۔ ایہہ نہیں میں دیندا۔ چودہ سو سال توں ساڈی وراثت وچ آیا اے دین، نسلاً بعد نسلٍ۔ تے پشتاں وی اٹھاوی کہ اتنی ہین بس زیادہ نہیں۔ بڑیاں بڑیاں عمراں ہویاں نے وڈیریاں دیاں۔ چودہ سو سال وچ گیارہ گیارہ حافظ ٹبر دے اندر۔ ہن وی الحمدللہ چار پتر چاروں حافظ، داماد ملیا اوہ وی حافظ، بھرا جیوندا اوہ وی حافظ۔ بڈھی اماں اسی نوے سال دی جیوندی اووی حافظ تے ٹُٹا بھجا میں وی ہاں۔ گو فالج نے حافظہ تباہ کردتا

اے۔ جے سارائیں تے کجھ نا کجھ تے اجے وی یاد ہے۔ ایہہ ساڈی وراثت وچ قرآن آیا اے۔ دین ساڈی وراثت وچ آیا اے۔ ساڈے وڈیریاں نے اک راہ پایا اے سانوں، ساڈا اک کردار ہے، ساڈی اک رسم ہے۔ حق آکھدے آکھدے مرنا، حق سننا، حق مننا، بھانویں کجھ ہو جاوے۔

جو کچھ ہونا تھا، ہو چکا...... جب بھی کوئی نبی سر اٹھائے گا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سنت جاری کی جائے گی۔ (پورا مجمع نعروں سے گونج اٹھا۔ نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر۔ شہیدانِ ختم نبوت، زندہ باد، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری زندہ باد) ہا...... رحمہم اللہ تعالیٰ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاہ...... میں ان کے لیے کیا دعا کروں؟ دعا تو یہ ہے کہ ان کے صدقے میں ہمارا ایمان بچ جائے (آمین) آج پھر سن لو! اساں نئیں ٹلنا۔ کیا ہوگا، ہوگا کیا؟ میں کہتا ہوں سب (شہداء ختم نبوت) کی ذمہ داری مجھ پر۔ جو آئندہ ہوگا اس کی بھی، اور جو نہیں ہونا چاہیے وہ بھی ہو جائے اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر۔ کیا کرو گے؟ مار دو گے، پھانسی دے دو گے۔ بس السلام علیکم۔ اُنج نئیں میں مرنا۔ ۱۶ر نومبر ۱۹۵۴ء نوں فالج دا حملہ ہویا۔ مر جاندا تے فیر کی ہوندا؟ میں تے چاہناں کسے دے گلے پے کے مراں۔ میری بیٹی جیہڑی میرے ظاہری اسباب وچ میری حیات دا باعث ہے۔ جنہوں ویکھ کے میں جیوناں۔ کتنی واری او ہنے مینوں آکھیا! ابا جی ہن تے اپنے حال تے رحم کرو۔ میں ویکھیا اینہیں بڑی دکھدی رگ پھڑی اے۔ ہے بیٹی...... اللہ پتراں نوں وی سلامت رکھے پر بیٹی نال مینوں محبت بہت ہے۔ میں آکھیا ہن میں ایہنوں کس طرح سمجھاواں؟ کہن لگی: ابا جی تہانوں چین نہیں آؤندا۔ تسی سفر دے قابل ہو، ایہہ تہاڈا حال اے۔ ٹرن پھرن تہاڈے کولوں نہیں ہوندا۔ کھان پین تہاڈا کجھ نہیں رہیا۔ کی کردے او پئے۔ میں آکھیا پتر: توں نئیں اس بات تے راضی نہیں کہ میں باہر نکلاں میدان دے وچ اور آکھاں ''لا نبی بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امۃ بعد امۃ محمد۔ ایہہ کہہ کے میں مر جاواں تے توں خوش نہ ہوویں گی۔ میں کہیا دعا کر۔ کِتے مراں، مسافرت وچ مراں، ایہہ پڑھ کے مراں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نمازاں تے اذاناں دے بغیر جہڑا کلمہ پڑھو۔ میں حکم دیناں تہانوں کہ جس طرح میں پڑھیا اس طرح پڑھیا کرو۔ ایہہ بدعت نہیں ہووے گی۔ مولوی غلام اللہ صاحب خاص طور تے پڑھیا کرن۔ ایہہ طالب علماں نوں پڑھاؤ۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرام تائب

جنت سے کہیں بڑھ کے حسیں ان کا نگر ہے
پھر پیشِ نظر میرے مدینے کا سفر ہے

ہر سمت نظر آتا ہے یاں طور کا جلوہ
ہر زلفِ شبِ تار بھی رخسارِ قمر ہے

بیٹھا ہوں میں روضے کے قریں تھام کے جالی
رحمت کی گھٹا چھائی ہے اب وقت سحر ہے

سب آ کے درِ پاک پہ خاموش کھڑے ہیں
ہم سے بھی کہیں بڑھ کے انھیں دل کی خبر ہے

محشر میں کوئی بات نہ بن پائے گی اپنی
تھوڑی سی بھی الفت کی کمی دل میں اگر ہے

سدرہ سے بھی آگے جو چلا آج ہے ملنے
جبریل بھی حیراں ہے کہ یہ کون بشر ہے

میں شکر ادا کیسے کروں آپ کا تائبؔ
مجھ سے بھی گنہگار پہ رحمت کی نظر ہے

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

تھک ہار کے بیٹھے ہیں جو چپ سادھ کے سارے
اس عرصۂ محشر میں کوئی کس کو پکارے

مقتل میں کھڑا ہوں میں ہتھیلی پہ رکھے سر
بندھن سبھی توڑے ہیں سبھی چھوڑے سہارے

ساحل پہ کھڑے لوگ بھی محفوظ کہاں ہیں
طوفان وہ آتا ہے کہ ڈوبیں گے کنارے

بستی میں نہیں کوئی بھی شبلی کا مقلد
پتھر نہیں منصور کو اک پھول ہی مارے

میں سر میں لیے شوق کا سودا جو کھڑا ہوں
ہیں سنگ بدستوں کے میری سمت اشارے

کوئی ایک تو ایسا ہو کہ ظلمت سے نکالے
انسان کو انسان کی سولی سے اُتارے

خالدؔ میں کہوں کیا کہ ہوئی تنگ زمیں اب
ہر شخص ہے سہما ہوا اب خوف کے مارے

قادیانی مسئلہ، چند گزارشات

قاضی محمد یعقوب (تلہ گنگ)

روزنامہ ''اوصاف'' ۲،۳/جون ۲۰۱۰ء میں جناب خورشید ندیم صاحب نے اپنے کالم ''تکبیر مسلسل'' کے تحت بعنوان قادیانی مسئلہ (دو اقساط) میں ۲۸/مئی ۲۰۱۰ء کو قادیانی معبدگاہ لاہور میں ہونے والے سانحہ پر اپنا مؤقف قارئین کرام کے سامنے پیش کیا اس پر احقر کی طرف سے بھی چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔ جناب خورشید ندیم صاحب لکھتے ہیں:

''مجلس تحفظ ختم نبوت نے سانحہ لاہور پر جو بیان جاری کیا ہے اس میں کہی گئی ایک بات بطور خاص اہل مذہب و ریاست کی توجہ چاہتی ہے ان کا کہنا ہے کہ وہ قادیانیت کے خلاف ہیں قادیانیوں کے نہیں۔ یہ جملہ اگر سمجھ میں آجائے تو شاید ہم اس آزمائش سے بخیر نکل سکتے ہیں جس کا بطور قوم ہمیں اس وقت سامنا ہے۔''

پھر اس آزمائش سے نکلنے کا موصوف نے اپنے الفاظ میں جو حل تجویز کیا ہے درج ذیل ہے:

''مسلمانوں کے معاشرے میں علماء کا ایک مستقل کردار ہے جسے قرآن مجید انذار سے تعبیر کرتا ہے (سورۃ توبہ) اس کا مفہوم کہ اگر معاشرے میں کہیں اخلاقی فساد پیدا ہوتا ہے۔ یا کسی گروہ یا فرد کی طرف سے دین کی مخالفت ہوتی ہے۔ یا اس میں اضافے یا کمی کی جسارت کی جاتی ہے تو وہ اس میں لوگوں پر حق واضح کر دیں۔ واضح کرنے کا مطلب ہے اپنی بات کا ابلاغ کر دینا۔ یہ اگرچہ ایک مسلسل عمل ہے۔ لیکن اس کا دائرہ یہی ہے ابلاغ۔ یہی وہ کام ہے جو اس امت کی تاریخ میں دعوت و تبلیغ کے عنوان سے جاری۔ ہماری پوری تاریخ میں جید علماء کا یہی کردار رہا ہے۔'' آگے چند سطور کے بعد موصوف یہ فرماتے ہیں کہ ''قرآن مجید کے مطابق اس کام کی بنیادی شرط تفقہ فی الدین ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جو دین کا گہرا فہم رکھتا ہے یہ عام مسلمان کا کام نہیں۔''

اس کے بعد موصوف نے مجلس احرار اور خطبائے احرار پر کرم فرمائی کرتے ہوئے دو الزام عائد کیے۔

(۱)　کہ خطبائے احرار خطیب تھے۔ اور تفقہ فی الدین اور فہم دین سے محروم تھے۔

(۲)　قادیانیت اور قادیانیوں میں فرق ملحوظ نہ رکھ سکے۔

قارئین کرام کی خدمت میں فاضل مضمون نگار صاحب کے قلم سے تحریر شدہ درج بالا دو الزامات پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱)　''یہ بات مجھے اس لیے کہنا پڑی کہ ہمارے ہاں بدقسمتی سے قادیانیت اور قادیانیوں میں فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اگر میری جسارت کو معاف کیا جائے تو میرے نزدیک اس کی وجہ مجلس احرار ہے۔ یہ قادیانیوں کے خلاف اٹھنے والی پہلی عوامی تحریک ہے۔ اس کی قیادت خطیبوں کے ہاتھ میں تھی۔ خطیب کا مخاطب لوگوں کے جذبات

ہوتے ہیں ذہن اور فکر نہیں۔ اس کی کامیابی یہ ہے کہ وہ عوام سے دادِ تحسین وصول کرے۔'' چند سطور کے بعد مضمون نگار فرماتے ہیں:

''احرار کا ہدف بدقسمتی سے قادیانیت کے بجائے قادیانی بن گئے۔ کیونکہ فنِ خطابت کی ضرورت یہی تھی۔ یہی اسلوب بعد میں بھی برقرار رہا۔ اب بجائے یہ بتانے کہ قادیانیت کیسے اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم ہے۔ سارا زور اس پر صرف ہونے لگا کہ قادیانی کیسے اسلام، مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف ہیں۔ چند سطور کے بعد موصوف مضمون نگار اپنی ممکنہ حسرت و آرزو کا اظہارِ خیال فرماتے ہوئے یوں رقمطراز ہوئے۔'' میرا احساس ہے کہ اگر اس تحریک کی قیادت خطیبوں کی بجائے مولانا ابوالحسن علی ندوی جیسے کسی جید عالم کے پاس ہوتی تو قادیانیوں کی دوسری یا تیسری نسل میں شاید ہی کوئی ہوتا جو اپنی گمراہی پر اصرار کرتا۔''

فاضل مضمون نگار کا پہلا الزام کہ خطبائے احرار خطیب تھے۔ اور تفقہ فی الدین اور فہم دین سے محروم تھے کے متعلق عرض ہے کہ خطبائے احرار کے سرخیل امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔ شاہ جیؒ کے تفقہ فی الدین اور فہم دین پر احقر ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت محترم قارئین کے سامنے پیش کرتا ہے۔ شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم نے امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ (م ۱۳۵۲ھ) کے متعلق یہ تاریخی ارشاد فرمایا تھا ''اسلام کی ادھر پانچ سو سالہ تاریخ شاہ صاحب کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے'' شاعرِ مشرق کے اسی ممدوح علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے مارچ ۱۹۳۰ء لاہور میں انجمن خدام الدین کے منعقدہ سالانہ عظیم الشان تاریخی جلسہ عام میں جس میں برصغیر پاک و ہند کے پانچ سو نامور و جید علمائے کرام کے علاوہ ہزاروں لوگ شریک تھے اپنے صدارتی خطبہ کے دوران سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست حق پرست پر سب سے پہلے بیعت فرماتے ہوئے امیر شریعتؒ کا باوقار و معزز لقب عطا فرمایا نیز آپ کی پیروی میں جلسہ میں موجود پانچ سو نامور جید علمائے کرام نے شاہ جیؒ کے مبارک ہاتھ پر امیر شریعت ہونے کی بیعت فرمائی آنجناب سمیت قارئین کرام غور فرمائیں کہ کیا حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سمیت اس وقت کے پانچ سو نامور جید علمائے کرام کا حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے طیب ہاتھ پر بیعت کر کے امیر شریعت تسلیم کرنا محض خطابت کی بنا پر تھا؟ اور بقول فاضل مضمون نگار صاحب کے ''خطیب کا مخاطب لوگوں کے جذبات ہوتے ہیں ذہن و فکر نہیں۔ اس کی کامیابی یہ ہے کہ وہ عوام سے دادِ تحسین وصول کرے، یہ باجماع علم و تقویٰ ان پانچ سو جید علمائے کرام کی بیعت شاہ جیؒ کے تفقہ فی الدین اور فہم دین کی بنیاد پر تھی، اجماع اہل علم کے مقابلے میں فاضل مضمون نگار صاحب کا شاہ جیؒ سمیت تمام اکابر احرار کو جو کہ درحقیقت ذی وقار سنجیدہ و متقی اور تفقہ فی الدین اور فہم دین کے حامل جید علماء ہیں ان پر محض خطیب ہونے کی پھبتی کسنا جناب خورشید ندیم صاحب کا ذاتی خیال اور غیر مناسب ادارک ہے باقی رہا دل کا حال تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین۔

فاضل مضمون نگار کے دوسرے الزام ''خطباءِ احرار نے قادیانیت اور قادیانیوں میں فرق ملحوظ نہ رکھا'' اس سلسلے

میں عرض ہے کہ موصوف کے نزدیک قادیانیت بطور عقیدہ و نظریہ ایک الگ مسئلہ ہے جب کہ قادیانیت کے پیروکار قادیانی افراد ایک الگ مسئلہ ہیں تو عرض ہے کہ قادیانیت سمیت ہر گمراہ کن باطل عقیدہ و نظریہ کا بانی و موجد ایک فرد ہوتا ہے اور اس باطل اور گمراہ کن عقیدہ و نظریہ کو قبول کرنے والے بھی افراد ہی ہوتے ہیں لہٰذا قادیانیت سمیت کسی بھی خلاف اسلام گمراہ کن باطل عقیدہ و نظریہ کو قرآن، حدیث، تعامل صحابۂ کرام و اجماع امت نقلی و عقلی دلائل اور براہین کے ساتھ رد کرنے کے علاوہ اس کی داعی اور ماننے والے افراد کے خلاف اسلام و اہل اسلام و اہل ایمان و ملک پاکستان ناپاک سرگرمیوں اور مکروہ عزائم پر نظر رکھنا اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کی خاطر ان میں بیداری پیدا کرنا اور حکومتِ وقت کو باخبر کرنے کی غرض سے ملکی قوانین اور آئین کے دائرہ کے اندر رہتے ہوئے دشمنانِ اسلام کے ناپاک عزائم و سرگرمیوں کی روک تھام کی احسن انداز میں جد وجہد کرنا نہ صرف شرعاً واجب ہے بلکہ عین انصاف ہے نہ کہ یہ قابل نفرت و مذمت فعل ہے۔

کیا یہود مدینہ جو کہ افراد ہی تھے کی مخالف اسلام مکروہ سازشوں اور شرارتوں کے خلاف جنگ خیبر نہیں لڑی گئی؟ کیا بہ زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم قوم یہود کے افراد کو جزیرہ عرب سے نکال دینے کا حکم صادر نہیں ہوا؟ کیا بذریعہ وحی الٰہی افراد مشرکین کے لیے حرم مکہ مکرمہ کا داخلہ طلوع قیامت تک بند نہیں کر دیا گیا؟ نیز نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کے آخری حصہ میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی کے مطابق جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر کیے گئے جہاد میں جھوٹا مدعی نبوت اسود عنسی حضرت فیروز دیلمیؓ کے ہاتھوں اور مسیلمہ کذاب حضرت خالد بن ولید کے لشکر کے سپاہی حضرت وحشیؓ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے کیا یہ درج بالا پیش کردہ احکامات رسالت صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہودی عقیدہ، شرکیہ عقیدہ و نظریہ اور منکرین ختم نبوت کے عقائد و نظریات کے خلاف تھے یا یہودی افراد، مشرک افراد اور منکرین ختم نبوت افراد کے خلاف تھے۔ لہٰذا فاضل مضمون نگار کا پیش کردہ یہ مؤقف کہ قادیانیت کی بجائے قادیانی افراد کے خلاف اسلام اہل ایمان و پاکستان سرگرمیوں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں پیدا شدہ انتہائی نفرت خطباء احرار (جو کہ جید اور تفقہ فی الدین اور فہم دین کے حامل علماء تھے) کی عوام سے داد تحسین وصول کرنے والی خطابت لسانی کا نتیجہ ہے (العیاذ باللہ) اور فاضل مضمون نگار صاحب پر الزام لگائے بغیر منطقی طور پر یہ نتیجہ نکلا کہ قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے دلوں میں موجود انتہائی نفرت کی بنا پر بقول مضمون نگار صاحب ماہرین نفسیات کے بتانے کے مطابق کہ تشدد کی اساس انتہائی نفرت ہوتی ہے لہٰذا حالیہ سانحہ لاہور رونما ہوا فاضل مضمون نگار صاحب کا یہ مؤقف انتہائی افسوس ناک ہونے کے علاوہ ان کے قصور فہم کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے آمین۔ علاوہ ازیں فاضل مضمون نگار صاحب نے اپنے مؤقف کے حق میں بطور ثبوت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ فرمان نقل کیا کہ شاہ صاحب نے ایک مرتبہ اپنے سامعین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ تم کانوں کے عیاش ہو۔ فاضل مضمون نگار صاحب نے شاہ جی کے اس تنبیہانہ ارشاد سے خطبا احرار کو مطعون کرنے کی ناکام سعی کرتے ہوئے بالکل غلط

اورخلاف حقیقت مفہوم اخذ کیا ہے جب کہ شاہ جیؒ کے اس فرمان کا مطلب یہ تھا کہ سامعین میری خطابت وخوش الحانی سے صرف لطف اندوز نہ ہوں بلکہ قادیانیت اور قادیانیوں کے خلاف میرے پیش کردہ دلائل اور براہین کو پوری دلجمعی اور غور فکر سے سن کر اپنے ایمان کو مضبوط بنا کر عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی حفاظت اور اپنے اسلامی عقائد کی حفاظت کریں اس فرمان کی غایت بطور خطیب اپنی اور دیگر خطباء احرار کی تنقیص اور مذمت مقصود نہ تھی مسلمانوں کی قادیانیت اور قادیانیوں کے ساتھ نفرت کی اصلی اور صحیح وجوہات یہ ہیں کہ آنجہانی کذاب مرزا قادیانی کا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے مدعی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر کے اپنی تالیف کردہ کتب میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام حضرت عیسیٰ و برگزیدہ انبیاء کرام حضرت سیدہ نساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہراء کی انتہائی غلیظانہ اور گستاخانہ توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے نہ ماننے والے تمام غیر قادیانی مسلمانوں کو کافر ولد الحرام اور کنجریوں کی اولاد کہا چونکہ آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی وخود ساختہ انگریزی نبوت پر ایمان لانے والے تمام قادیانی بحیثیت اس کا امتی ہونے کے اپنے پیشوا آنجہانی مرزا قادیانی کے درج بالا پیش کردہ تمام ہفوات، بکواسات وخرافات پر مکمل ایمان رکھنے کی وجہ سے قابل نفرت ٹھہرے۔

(۲) ۱۹۷۴ء کی نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت اور کافر قرار دیا۔ مگر آج تک قادیانی اپنے آپ کو کافر وغیر مسلم اقلیت ماننے کے بجائے مسلمان کہنے پر مصر وبضد ہونے کی بنا پر اور خود آئینی خلاف ورزی کرنے کی بنا پر قابل نفرت ہوئے۔

(۳) آنجہانی ظفر اللہ خان قادیانی کا قائد اعظم کو (العیاذ باللہ) مسلمان نہ سمجھ کر ان کی نماز جنازہ نہ پڑھنا کیا قابل نفرت عمل نہیں ہے؟

(۴) قادیانی قیام پاکستان کے خلاف ہیں اور آج بھی اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھنے کے لیے بے چین ہیں تا کہ ان کے دوسرے نام نہاد خلیفہ کی وصیت پوری ہو جائے۔ اس سلسلہ میں قادیانی سربراہ مرزا محمود کا بیان ریکارڈ پر موجود ہے۔ ''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے اور قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے۔ یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔''

(بیان بشیر الدین خلیفہ ربوہ الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

''نیز آنجہانی مرزا محمود کی قبر واقع چناب نگر (ربوہ) پر اب تک یہ عبارت (*) وصیت میں لکھی ہوئی ہے کہ جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان پہنچا دیا جائے۔''

جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی جماعت اکھنڈ بھارت پر یقین وایمان رکھتی ہے اور اس انتظار و کوشش میں ہے کہ کسی طرح پاکستان اکھنڈ بھارت میں تبدیل ہو جائے اور قادیانی اپنے مردوں کو پاکستان کی سرزمین سے نکال کر

بھارت میں قادیان کے اپنے مرگھٹ میں دفن کر سکیں۔
اب مضمون نگار صاحب فرمائیں کہ قادیانی پاکستان دشمنی کی وجہ سے کیا خود قابل نفرت قرار نہیں پاتے؟

قادیانی ابتدا ہی سے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے چلے آئے ہیں مثلاً جب ۱۹۲۲ء میں قادیانی خلیفہ مرزا بشیر فلسطین گیا اور اعلان کیا کہ یہودی اس خطے کے مالک ہو جائیں گے نیز فلسطین کو قادیانی کارندوں کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا اور وہاں برطانیہ کی جاسوسی کے محکمہ کا افسر اعلیٰ ایک یہودی کیونکر بنایا گیا؟ یہ سب کچھ قادیانیوں کے خفیہ عزائم کا عکاس تھا چونکہ قبل ازیں یہودیت و قادیانیت کے درمیان گٹھ جوڑ ہو چکا تھا۔ قارئین کرام! خدارا غور فرمائیں کہ "قادیانی یہودی گٹھ جوڑ" مسلمانوں اور قادیانیوں میں محبت کا سبب پیدا کرتا ہے یا کہ نفرت کو ہوا دیتا ہے۔

اکابر احرار اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شاندار تاریخی کردار:

مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس جاری کردہ بیان کہ "وہ قادیانیت کے خلاف ہیں قادیانیوں کے نہیں" شریعت اسلامیہ کے مطابق بالکل درست مؤقف ہے جس پر اکابر احرار سمیت تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور مسلمانان پاکستان بحمد اللہ قولاً اور عملاً کاربند ہیں۔ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے عرصہ ڈیڑھ سو سال سے جو تبلیغی و اصلاحی جدوجہد کر رہے ہیں۔ آج بھی مجلس احرار کے زیر اہتمام چناب نگر میں ہر سال ماہ مارچ میں شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں ایک عظیم الشان سالانہ تاریخی کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور ہر سال بارہ ربیع الاول کے پرمسرت دن پر مسجد احرار چناب نگر میں ۹ بجے صبح تا دن ایک بجے تک عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر تقاریر ہوتی ہیں اور بعد از نماز ظہر قائدین احرار کے زیر نگرانی چناب نگر کے بازار اور سڑکوں پر انتہائی منظم باوقار اور پرامن جلوس نکالا جاتا ہے جس میں احرار کے سرخ پوش جیالوں سمیت ملک بھر سے آنے والے سینکڑوں مسلمان شریک ہوتے ہیں اور چناب نگر کے چوک اقصیٰ اور ایوان قصر خلافت کے سامنے قائدین احرار انتہائی دردمندی اور دلسوزی کے ساتھ بھٹکے ہوئے گمراہ قادیانیوں کو محبت بھرے انداز میں پرخلوص دعوت اسلام دیتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ باتوفیق الٰہی مشرف بہ اسلام ہو کر خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس دامن اطہر سے وابستہ ہو کر عذاب دوزخ سے بچ جائیں اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ہر سال مسلم کالونی چناب نگر میں بھی ایک عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے جس میں ملک اور بیرون ملک سے آنے والے نامور علمائے کرام، سیاستدان، صحافی، وکلا سمیت تمام مکاتب فکر کے اکابر شریک ہو کر عقیدہ ختم نبوت کی عظمت کو اجاگر کرتے ہیں اور قادیانیوں کی شرانگیز کارروائیوں کی روک تھام کا آئینی اور قانونی مطالبہ کیا جاتا ہے۔

فاضل مضمون نگار صاحب سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ چناب نگر میں ہر سال ان درج بالا اجتماعات میں از خود شرکت فرما کر مشاہدہ فرمائیں یا سابقہ پروگراموں کی سی ڈیز منگوا لیں تو ان پر حقیقت حال واضح ہو جائے گی نیز ماضی قریب کے اخبارات ہفت روزہ، ماہانہ جرائد، دینی کتب کا مطالعہ کر لیں یا سی آئی ڈی اور دیگر خفیہ سرکاری ایجنسیوں کی تحریری

ڈائریوں کی نقول حاصل کر کے تحقیق کر لیں تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ۱۹۲۹ء سے تا حال مجلس احرار کی تبلیغی جدو جہد انتہائی پر امن واصلاح پذیر ہے قائدین احرار اور ختم نبوت کی طرف قادیانیوں کے جان مال اور عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالنا تو در کنار'' کافر کافر قادیانی کافر'' کا برحق نعرہ لگانے کی اجازت بھی نہیں مگر مسلمانوں کو ''نعرۂ تکبیر'' تاج و تخت ختم نبوت'' ''فرما گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی'' اسلام زندہ باد کے مقدس نعرے لگوا کر بیدار کیا جاتا ہے امید ہے کہ فاضل مضمون نگار صاحب احقر کی درج بالا تجویز پر عمل فرمائیں تو ان شاء اللہ فاضل مضمون نگار سمیت جملہ قارئین کی تسلی و تشفی ہو جائے گی۔ حالیہ سانحہ لاہور پر قائدین احرار و ختم نبوت سمیت تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے شدید مذمت کی ہے اور قادیانیوں کے جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی ذمہ داری حکومت پر عائد کی ہے اور پاکستانی شہری ہونے کے حوالے سے مسلمانوں پر شرعاً و قانوناً واجب ہے کہ جس جگہ قادیانی سکونت پذیر ہیں ان کے انسانی، سماجی و معاشرتی حقوق کا احترام و تحفظ کیا جائے اور قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ فاضل مضمون نگار صاحب کی طرف سے ان کو دیے گئے درست اور مناسب مشورہ کہ ''وہ اپنے مسلمان تشخص پر اصرار نہ کریں تو ریاست کے ساتھ ان کا تنازعہ ختم ہو جاتا ہے اور معاشرے کے ساتھ بھی'' تسلیم کر لیں۔ کیونکہ امت مسلمہ کے متفقہ اجماع اور دستور پاکستان کی رو سے وہ غیر مسلم اقلیت اور کافر قرار دیے گئے ہیں تو وہ ان شاء اللہ محفوظ و مامون ہو جائیں گے۔ احقر راقم نے صرف ایمانی جذبہ کے تحت درج بالا مخلصانہ گزارشات پیش کی ہیں تا کہ فاضل مضمون نگار صاحب کی غلطیوں کا ازالہ ہو سکے اور وہ اپنے پیش کردہ مؤقف پر نظر ثانی فرما سکیں۔

دینی تعلیم اور تحفظ ختم نبوت کے کام میں حصہ ڈالیے
دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی کے دار القرآن کی تعمیر

دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی کا جدید دار القرآن 16×37 کے رقبے میں مغربی جانب تعمیر ہو چکا ہے۔ تعلیمی و انتظامی اور دفتری ضروریات کے پیش نظر قدیم تعمیرات میں خاصی تبدیلی کی جا رہی ہے۔ کام ابھی تشنہ اور زیرِ تکمیل ہے۔ تقریباً پانچ لاکھ روپے اس کام پر خرچ ہو چکے ہیں اور کم و بیش تین لاکھ روپے مزید خرچ ہوں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی فوری درخواست ہے۔ تعاون کا ہاتھ بڑھائیے اور اللہ سے اجر پائیے!

منجانب: دفتر مجلس احرارِ اسلام، دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی

دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بندِ قبا دیکھ!

محمد یاسر حبیب

جناب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے حوالے سے اب تک اتنا کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے، کہ ملک عزیز میں رہنے والا ہر شخص محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو اپنے لیے باعثِ نجات سمجھتا ہے۔ اسلام دشمن قوتوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اسلام، شعائرِ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے رہیں اسی لیے معاندین اسلام ہر وقت اپنے اس محبوب مشغلے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ حالانکہ یہ مسئلہ اس قدر نازک اور حساس ہے کہ اس مسئلہ کی حساسیت سے غیر مسلم اقوام بھی واقف ہیں، لیکن اس کے باوجود کچھ بد بخت اپنے انجام کو مزید خراب کرنے کے لیے اس طرح کی نازیبا حرکتیں کرتے رہے ہیں، جس کی وجہ سے تمام عالمِ اسلام کے جذبات مجروح ہوتے ہیں، اسی کے ساتھ ہی وہ قوتیں اور لادین عناصر جن کی رگوں میں ازل سے ہی اسلام دشمنی دوڑ رہی ہے وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کے لیے اس طرح کے اوچھے ہتھکنڈوں کو استعمال کر کے ایسے عناصر کی پشت پناہی کرتی ہیں تا کہ مسلمانوں کے عقیدے کی اساس پر ڈاکہ ڈالا جا سکے اور اس پر مستزاد یہ کہ اگر مسلمان معاندین اسلام کی ان حرکتوں پر پُرامن احتجاج بھی کریں تو ان مسلمانوں کو تنگ نظری کا طعنہ دیا جاتا ہے اور بعض مغرب نواز اہلِ قلم اپنے مضامین کے ذریعہ مسلمانوں کو روشن خیالی کا درس دینا شروع کر دیتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ختم نبوت کے حوالہ سے اٹھنے والی بیداری کی لہر اور علمائے اہل حق کا احساس ذمہ داری اور ان کی قربانیوں اور مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں ۱۹۵۳، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکوں کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی شیطانی ذریت کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دیا گیا بلکہ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے ان گستاخان نبوت کی منہ میں لگام بھی ڈال دی گئی تا کہ آئندہ کوئی دریدہ دہن کائنات کی محبوب ترین ہستی کی شان میں گستاخی کی جرأت نہ کر سکے۔ اس قانون کے نفاذ سے جہاں قادیانیت پر براہِ راست ضرب پڑی وہیں اسلام دشمن قوتیں اور ان کی آلۂ کار تمام طاقتوں کے مکروہ عزائم بھی بے نقاب ہو گئے جو بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کی صفوں میں شامل ہو گئے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دم بھرتے تھے لیکن درحقیقت وہ عداوتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بغض میں جل رہے تھے، چنانچہ اس قانون کے نفاذ کے بعد سے

لے کر اب تک ان تمام کا مطالبہ اور مشن یہی ہے کہ کسی طرح اس قانون توہینِ رسالت کا خاتمہ کروایا جاسکے۔

ملک عزیز پاکستان میں اس مسئلہ نے زور اس وقت پکڑا۔ جب ۱۹۷۲ء کے آخر میں ربوہ کے ریلوے اسٹیشن پر کالج کے چند نوجوانوں کو ان قادیانیوں نے وحشیانہ طریقہ سے تشدد کا نشانہ بنایا، اس وقت اس تحریک کی ابتداء ہوئی اور پھر اس تحریک نے زور پکڑا اور سینکڑوں گرفتاریوں اور بے شمار شہادتوں کے بعد قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ ساز رکن اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیا اور انہیں اقلیتوں کے مساوی حقوق دے دیے گئے۔ اس اسمبلی میں قادیانیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا، جس میں قادیانیوں کی طرف سے پیش ہونے والے مرزا ناصر نے باون گھنٹوں تک اپنا تفصیلی موقف اسمبلی کو سنایا، اسمبلی کے اسی سیشن کے دوران قادیانیوں کی طرف سے موقف پیش کرنے والے دونوں افراد سے جب یہ سوال کیا گیا کہ جو لوگ آپ کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ '' ہم انہیں مسلمان نہیں سمجھتے جو ہمیں کافر کہتے ہیں۔'' چنانچہ یہی وہ وجہ تھی جس کی بنیاد پر ان قادیانیوں کے ایک رکن اور اس وقت پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اور جس وقت قائداعظم کا جنازہ پڑھا جا رہا تھا، اس وقت قادیانیوں کے یہ افراد باہر بیٹھے ہوئے تھے۔

اگرچہ ختمِ نبوت پر ڈاکہ لگانے والے یہ افراد پہلے نہیں تھے، بلکہ امام الانبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کی آخری ایام میں اسود عنسی جیسے بدبخت نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا جس کی سرکوبی کے لیے امام المجاہدین سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جنہوں نے گستاخ نبی کو اپنے حقیقی انجام سے دوچار کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں منکرینِ ختم نبوت کا قلع قمع کیا گیا اور دورِ حاضر تک مسلمانوں نے جناب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی، بلکہ جب کبھی کسی نے بھی رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی اسے جانثارانِ ختم نبوت نے ناکام بنا دیا اور دنیائے کفر کو یہ پیغام دیا:

کی محمد سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

پچھلے دنوں قادیانیوں کے دو معبدوں پر ہونے والے حملوں کے بعد قادیانیوں کی حمایت میں ان کی نام نہاد مظلومیت کا واویلا کرنے کا فریضہ کچھ ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے سنبھال لیا ہے اور میڈیا میں موجود بعض ایسے افراد ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں، جس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو عوام کے سامنے مظلوم بنا کر پیش کر کے بھولے بھالے معصوم عوام کو ورغلا کر قادیانیوں کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، خدشہ یہی ہے کہ ان حملوں کی آڑ لے کر ایک بار پھر کچھ مخصوص لابیاں مغربی ایجنڈے کی تکمیل میں سرگرداں ہو چکی ہے، جن کا مقصد قادیانیوں کے حوالے سے موجود آئین میں ترامیم لانا ہے۔

بعض مقتدر حلقوں کی جانب سے ان شکوک وشبہات کا بھی اظہار کیا جارہا ہے کہ پہلے مرحلے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کیا جائے گا اور پھر اگلے مرحلے میں قادیانیوں کا فرقرار دیے جانے کا قانون بھی ختم کردیا جائے گا۔ افسانوں کو حقیقت کا روپ دینے والے ٹی وی کے چند نام نہاد دانشور اور پرنٹ میڈیا کے بعض متعصب کالم نویسوں نے بھی اپنی مہم جوئی کا آغاز کردیا ہے، اور اس سلسلے میں گذشتہ چند دنوں میں شائع ہونے والے کالموں سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

جن میں سے روزنامہ جنگ کے کالم نویس نذیر ناجی کا کالم ’’یوم تکبیر، یوم تکفیر‘‘ کے عنوان سے ۳۰ مئی ۲۰۱۰ء کو ’’جنگ‘‘ کے ادارتی صفحے پر شائع ہوا۔

اس کالم کے بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں چنانچہ نذیر ناجی اپنے کالم ’’یوم تکبیر، یومِ تکفیر میں لکھتے ہیں کہ :

> ’’قائداعظم نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد ساری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، آج کے بعد آپ سب پاکستانی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس بنیادی نکتے پر قوموں کے وجود اور بقاء کا انحصار ہوتا ہے۔ مگر ہم نے اسے روزِ اول سے ہی فراموش کردیا، اور پاکستانی شہریت کے حقوق سب سے پہلے جن بدنصیبوں سے چھیننے کی ابتداء ہوئی، وہ احمدی ہی تھے۔ ان خلاف چلائی گئی تحریک کا نعرہ بظاہر ختمِ نبوت تھا لیکن اصل مقاصد کچھ اور تھے۔ میری عمر اس وقت سولہ سال تھی۔ وہی عمر جو 28 مئی کو پکڑے جانے والے دہشت گرد کی ہے۔ میں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، گرفتار ہوا۔ جھنگ سے لائیلپور اور لائیلپور سے لاہور کیمپ جیل میں رکھا گیا اور تین ماہ کی نظر بندی مکمل ہونے پر رہائی ملی۔ تب تحریک کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ہوش سنبھالا تو پتہ چلا یہ تحریک درحقیقت کشمکش اقتدار کا حصہ تھی۔ اور پنجاب کی سیاسی قیادت نے مرکزی حکومت کو ہٹانے کے لیے اس نعرے کا استعمال کیا۔‘‘

آگے چل کر جناب نذیر ناجی لکھتے ہیں :

> ’’بھٹو صاحب کے دور میں یہ تحریک ایک بار پھر سیاسی مقاصد کے لیے چلائی گئی۔ اس وقت مذہب کو سیاست کے لیے استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے، بھٹو صاحب ان کا مقابلہ نہ کرسکے اور آئین میں ترمیم کرکے احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔‘‘

جناب نذیر ناجی کا یہ کالم اگر قادیانی گروہ سے اظہار ہمدردی کی بنیاد پر مبنی ہوتا تو تشویش کی بات نہ ہوتی اور ہمارا حسن ظن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ’’ظنو اا لمؤ منین خیراً ‘‘ (مومنوں سے اچھا گمان رکھو) کے مطابق یہی ہے کہ نذیر ناجی صاحب بھی قادیانی گروہ کے مکروفریب اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی ختمِ نبوت کا انکار کرنے کے حوالوں سے بخوبی واقف ہوں گے لیکن بظاہر موصوف کے کالم یہ تاثر ملتا ہے کہ معاذ اللہ مسلمانوں نے اپنے نبی کی ناموسِ رسالت کا دفاع آج تک صرف اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ہی کیا ہے۔ بقول ان کے بھٹو صاحب کے دور میں مذہب کو سیاست کے نام پر استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہو چکے تھے۔ لہٰذا بھٹو صاحب اتنے طاقتور گروہ کا مقابلہ نہ کرسکے اور اسی بنیاد پر قادیانیوں کو پاکستان میں غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اگر موصوف کی یہ بات تسلیم کرلی جائے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دی جانے والی قومی اسمبلی کے وہ تمام اراکین جنہوں نے اس بل کی حمایت میں ووٹ دیا تھا، ان کی حیثیت مشکوک ہوجائے گی

اور ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کو دنیا کے حقیر سے فوائد کے لیے استعمال نہیں کرسکتی، مزید برآں موصوف کے علم میں یہ بات بھی ہوگی کہ قادیانی جماعت کے اس گروہ کا تعاقب ہندوستان کے ان جید اور نامور علماء کرام نے بھی کیا جن کے پیش نظر کوئی سیاسی مقاصد نہ تھے اور نہ ہی ان علماء نے برصغیر ہند میں کوئی سیاسی عہدہ حاصل کیا، موصوف کے علم میں یہ بات بھی بخوبی ہوگی کہ پاکستان کی تحریکِ ختم نبوت کے تینوں مراحل میں ایسے علماء کی کثیر تعداد موجود تھی جو باوجود مختلف مسالک سے تعلق رکھنے کے اس مسئلے پر مجتمع ہوئے اور عوام الناس کے سامنے قادیانیوں کے مکر وفریب کو بے نقاب کیا اور دلیل وبرہان ساتھ اس فرقے کا تعاقب کیا۔ آخر اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام علماء نے بعد میں کیا سیاسی عہدے حاصل کیے؟

آگے چل کر نذیر ناجی صاحب لکھتے ہیں کہ :

> ''چند روز پہلے سے انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم چل رہی تھی۔ جب ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہونے کے امکانات ہوں تو پاکستان کی ہر انتظامیہ سمجھ لیتی ہے کہ ان بھڑکے ہوئے جذبات کا رخ احمدیوں کی طرف آسانی سے موڑا جاسکتا ہے۔''

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ موصوف کا یہ خیال آخر کس مفروضہ پر مبنی ہے، حالانکہ اس سے قبل بھی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے موقع پر بالخصوص پاکستان اور دنیا بھر کے بیسیوں ممالک میں احتجاج ہوئے لیکن ان تمام احتجاجوں کے باوجود کسی بھی اخبار میں یہ خبر شائع نہیں ہوئی کہ مسلمانوں نے بلاوجہ کسی بھی ایک قادیانی فرد کے ساتھ زیادتی کی ہو یا ان کی املاک کو نقصان پہنچایا ہو، باقی رہی انتظامیہ کی بات تو اس سلسلے میں روزنامہ امت میں ان قادیانیوں کے حوالہ سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جو بروز اتوار مؤرخہ ۳۰ رمئی ۲۰۱۰ء کو شائع ہوئی، اس رپورٹ میں جہاں بہت سارے حقائق کو طشت از بام کیا گیا، وہیں اس گروہ کے متعلق بعض ایسے چشم کشا انکشافات بھی کیے گئے ہیں اور سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کے جوابات تاحال دستیاب نہیں ہوسکے، چنانچہ اس رپورٹ کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں :

> ''سرکاری ذرائع کے مطابق قادیانی جماعت نے مقامی انتظامیہ کو نہ صرف یہ کہ آج تک شہر میں اپنے مراکز کی تعداد اور محل وقوع کے بارے میں آگاہ رکھنا ضروری نہیں سمجھا ہے بلکہ اپنے اہم اور حساس ترین مراکز کے بارے میں اب تک کوئی تفصیل فراہم نہیں کی ہے۔ سیکورٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کے خفیہ مراکز کی وجہ سے ہی سرکاری اداروں کو مشکلات کا سامنا ہے کیوں کہ وہ ان کی حفاظت سے قاصر ہیں۔''

''امت'' میں شائع ہونے والی اس رپورٹ میں ایک سابق صوبائی مشیر مذہبی امور کے حوالہ سے یہ کہنا ہے کہ :

> ''صوبائی حکومت کے ایک سابق مشیر مذہبی امور نے ''امت'' کو بتایا کہ یہ بات ان کے ذاتی تجربے کی ہے کہ قادیانی جماعت صوبائی حکومت یا قانون نافذ کرنے والے اداروں سے اس طرح تعاون نہیں کرتے جس طرح دیگر مذہبی اقلیتیں کرتی ہیں۔''

اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ لاہور میں قادیانیوں کے چالیس سے زائد مراکز قائم ہیں، پولیس یا حکومت کے پاس ان کے بارے میں کوئی ڈیٹا موجود نہیں اور قادیانی جماعت بھی اس سلسلے میں تعاون کرنے پر تیار

نہیں، اور نہ ہی حکام کو وہ سی سی ٹی وی فوٹیج دی جارہی ہے جس کے ذریعے سے دہشت گردوں کو پکڑا جا سکے، حالانکہ اگر یہ فوٹیج متعلقہ اداروں کے ہاتھ بروقت آجاتی تو تمام تر حملہ آوروں کی پہچان ممکن ہوسکتی تھی اور تحقیقات کے حوالے سے جلد سے جلد مثبت پیش رفت ہوسکتی تھیں، آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی جماعت متعلقہ حکام کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار نہیں؟ یہاں پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت اپنے مراکز کے بارے میں اس قدر حساس کیوں ہے؟ آخر کس وجہ سے ان مراکز تک متعلقہ حکام کی رسائی ممکن نہیں ہے؟

یہ تمام سوالات اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی مشکوک سرگرمیاں اور متعلقہ حکام کو اپنے معبدوں تک رسائی نہ دینا، اور اپنے مراکز کو خفیہ رکھنا، آخر کسی وجہ سے ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ ایجنسیاں جو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتیں، انہوں نے ۲۸ مئی کو قادیانیوں پر حملہ کرایا ہو، جس کا مقصد پاکستان کو دنیا بھر میں بدنام کرنا ہو اور اس بات کے بھی کافی شواہد موجود ہیں پاکستان کے خلاف بیک وقت کئی ایجنسیاں ایسی ہیں جو سازشیں کرتی آئی ہیں، ان ایجنسیوں میں بھارتی ایجنسی راء، امریکی کمپنی بلیک واٹر، اسرائیلی ایجنسی موساد اور دیگر کئی ایجنسیاں باقاعدہ ملوث ہیں جس کے متعلق اخبارات میں آئے روز خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں اور پاکستانی ایجنسیوں کے پاس ایسے کئی شواہد موجود ہیں جن میں پاکستان میں ہونے والی دہشت گردی میں مذکورہ بالا ایجنسیاں ملوث رہی ہیں خواہ وہ لاہور کی مون مارکیٹ کا سانحہ ہو یا لبرٹی چوک پر سری لنکا کی کرکٹ ٹیم پر ہونے والا حملہ ہو یا پشاور اور مردان کی مارکیٹوں میں ہونے والے دھماکے ہوں، دہشت گردی کے ان تمام واقعات میں اب تک پاکستان کی مخالف ایجنسیوں کے ملوث ہونے کے واضح شواہد ایجنسیوں کے پاس موجود ہیں، لہٰذا یہ کہنا کہ پاکستان کی انتظامیہ ناموسِ رسالت پر بھڑکنے والے احتجاج کو احمدیوں کے خلاف استعمال کرتی ہیں قطعی طور پر بے بنیاد اور من گھڑت ہے۔

بالفرضِ محال جناب نذیر ناجی صاحب کے ان تمام مفروضوں کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو موصوف کے ماضی کے کالموں سے واقفیت رکھنے والے کسی بھی صاحبِ بصیرت شخص کے لیے یہ سمجھنا اور فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوگا کہ موصوف کا قلم اور خیالات موسموں کی طرح بدلتے رہتے ہیں، ابھی تھوڑے ہی عرصے پہلے کی بات ہے جب مسندِ اقتدار پر براجمان ایک آمر تھا، تب انہی موصوف کا قلم اس فوجی آمر کی تعریف میں رواں دواں تھا لیکن اس فوجی آمر کے کرسی سے اترتے ہی موصوف کا یہ قلم اس فوجی ڈکٹیٹر کے خلاف استعمال ہونے لگا اور تادمِ تحریر استعمال ہو رہا ہے لہٰذا ہم اتنا ہی کہیں گے کہ :

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کیجئے
ہم نے عرض کیا تو شکایت ہوگی

آخر میں اتنا ضرور عرض ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دی گئی جان اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملنے والے ایمان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ موصوف کا قلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے دفاع میں استعمال ہوتا ہے، لیکن ایں سعادت بزور بازو نیست!

جدید مرزا غلام احمد قادیانی

دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

پروفیسر خالد شبیر احمد

قادیانی عبادت خانوں پر حملوں کے بعد جو کچھ میڈیا کے ذریعے قادیانیوں کی طرف سے سامنے آرہا ہے، وہ امت اسلامیہ کے لیے تشویش ناک ہے۔ قادیانی کھلے عام اپنے مسلمان ہونے کا بار بار اظہار کررہے ہیں اوران کے اس طرزِ عمل سے مسلمانوں کے دل بری طرح مجروح ہوئے ہیں اور وہ پریشانی واضطراب کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک سو سال پہلے ایک جھوٹ بولا تھا اوراسے سچ ثابت کرنے کے لیے قادیانی جھوٹ پہ جھوٹ بولے جارہے ہیں اور انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔ ان سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ وہ کس حوالے سے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ ان کے مسلمان کہلانے کے اس دعوے کو دنیا بھر خاص طور پر پاکستان کے ہر فورم پر ہر اصول گفتگو کے تحت جھوٹا ثابت کیا جاچکا ہے۔ یہ کوئی متنازعہ بات نہیں ہے کہ عقائد کا وہ دائرہ جو دین اسلام' مسلمان کے اردگرد بناتا ہے اس کو پار کر جانے والا فرد دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور مرزا غلام احمد جسے قادیانی اپنا نبی تسلیم کرتے ہیں، نے اس دائرے کو ایک بار نہیں کئی بار اپنی گفتگوؤں اور تحریروں کے ذریعے توڑا ہے۔ جس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہوکر کافر ہوگیا ہے اسے نبی تسلیم کرنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہیں تو اس کو کیا کہا جاسکتا ہے۔

اگر بقول ان کے وہ مسلمان ہیں تو پھر اسرائیل نے انہیں اپنے دارالحکومت میں مرکز کھولنے کی اجازت کیوں دے رکھی ہے، خاص طور پر جبکہ اسرائیل کی اسلام اور مسلم دشمنی ایک ایسی حقیقت بن کر ہمارے سامنے ہے جس سے کوئی ذی شعور انکار تو کیا انکار کا تصور تک نہیں کرسکتا۔ کیا قادیانیوں کا اسرائیل کے اندر قائم مرکز اس بات کی بین دلیل نہیں ہے کہ ان کا دین اسلام کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ کیا قادیانی اسرائیل فوج میں بھرتی ہوکر فلسطینی مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ نہیں توڑ رہے اوران کے اسرائیل کے ساتھ اس گٹھ جوڑ سے ملتِ اسلامیہ کو پچھلی ایک صدی کے دوران کتنے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان کے اندر اسرائیلی معاونت کے ذریعے قادیانی پاکستان کے سیاسی، معاشرتی ومعاشی حالات کو ابتر کرنے میں دن رات مصروف ہیں اور چاہتے ہیں کہ پاکستان کے اندر اسرائیل طرز کی ایک چھوٹی سی ریاست قائم کرکے پاکستان اور ملتِ اسلامیہ کو ہر ممکن نقصان پہنچائیں۔ ان حقائق کے باوجود بھی اگر ان کی زہرناکی اور ضرر رسانی کے متعلق عوامی آگاہی کی مہم چلانا اخلاقاً نادرست قرار دیا جائے تو حیرت کی بات ہے۔

گلشن کو جن ہواؤں نے صحرا بنا دیا　　کیا ظلم ہے کہ ان پر کوئی تبصرہ نہ ہو
بیٹھے جس پہاڑ پہ دنیا سے بے نیاز　　گہرائیوں میں ان کی کوئی زلزلہ نہ ہو

قادیانی مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرنے کے بعد اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریروں کے ذریعے دین اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف عملاً بغاوت کو اپنا شیوہ اور شعار بنائے رکھا۔ قرآن پاک کی نصِ قطعی کے خلاف اس کی تحریریں اس ضمن میں پیش کی جاسکتی ہیں کیا قرآن پاک کی نصی قطعی کے خلاف تحریر ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔ پھر ایک کافر شخص کو نبی تسلیم کرنے والا گروہ کس طرح اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہے۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ تحریر کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ اظہارِ رجولیت کیا۔ قرآن پاک کی سورۂ اخلاص کا انکار نہیں ہے حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی پاکیزگی قرآن پاک بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اس پاکیزگی کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتا اور حضرت مریم پر (معاذ اللہ) ناجائز تعلقات کا بہتان باندھتا ہے۔ قرآن پاک عصمت انبیاء کو ایمان کا لازمی جُز قرار دیتا ہے اور مرزا غلام احمد جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف تحریر کرتا ہے کہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ عصمت انبیاء کا سرے سے قائل نہیں تھا۔ اس کے بعد قادیانی اس بات پر بھی بضد ہیں کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے وہ کافر ہیں اس کا اعلان اس وقت کے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے اس پارلیمنٹ میں بھی کیا جس کو آج کا جدید مرزا غلام احمد نام نہاد قرار دیتے ہوئے تسلیم نہیں کرتا۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو مسیح موعود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ جبکہ قرآن وحدیث کی رو سے مسیح موعود کا آسمانوں پہ زندہ ہونا اور قربِ قیامت میں آسمانوں سے نازل ہونا ثابت ہے لیکن مرزا قادیانی آسمانوں سے نازل نہیں ہوئے بلکہ اپنی والدہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر قرآن وحدیث کی روشنی میں حضرت مسیح علیہ السلام نے آسمانوں سے نازل ہونے کے بعد نئے سرے سے اپنی نبوت کا دعویٰ یا پھر اعلان بھی نہیں کرنا اور نہ یہ کہنا ہے کہ جو ان کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف یہ دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے بلکہ یہ بھی کہا کہ جو اسے نبی نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اس سے بڑھ کر ایمان نہ لانے والوں کو گندی گندی گالیوں سے بھی نوازتا ہے۔ ایسے شخص کو نبی ماننے والے اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو کیا اس سے نہ صرف پاکستانی مسلمانوں کے دل مجروح نہیں ہوئے اور ایسا کہنے والے ظالم نہیں جو کہ اس کے باوجود اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

ملک کا آئین انہیں غیر مسلم قرار دیتا ہے، حیرانی کی بات ہے کہ قادیانی جس ملک کا کھاتے ہیں، پیتے ہیں، جس ملک کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں اور ایک پاکستانی ہونے کے حوالے سے ہر قسم کی مراعات حاصل کئے ہوئے ہیں اس ملک کے آئین کو تسلیم کرنے سے صاف انکار بھی کرتے ہیں اور ملکی آئین سے بغاوت ان کے ہاں سرے سے کوئی جرم ہی نہیں ہے۔

آخری بات صرف یہی ہے کہ قادیانیوں کے سامنے صرف دو راستے باقی ہیں یا تو وہ دوبارہ اسلام قبول کر کے ہمارے دینی بھائی بن جائیں۔ نواز شریف اور ہم میں یہی تو فرق ہے کہ وہ انہیں بطور کافر بھی بھائی سمجھتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ قادیانی اسلام قبول کر کے ہمارے بھائی بن جائیں یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو آئین کے مطابق غیر مسلم تسلیم کر لیں۔ تیسری صورت اور راستہ وہی ہے جو اس وقت ہے کہ ان کا محاسبہ کیا جائے اور انہیں اسلامی شعائر کے اختیار کرنے کی اس لیے اجازت نہیں دی جائے گی کہ ان کی یہ کوشش مسلمانوں کو مرتد بنانے کی مہم ہے جو کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ ان کی یہ ارتداد کی مہم موجودہ حکومت کے لیے چیلنج ہے۔ اگر قادیانیوں کو مسلمانوں کے مرتد بنانے کی اس مہم کو نہ روکا گیا تو پھر مسلمان ایک چوتھی تحریک چلانے کے لیے مجبور ہو جائیں گے۔ جس کے ذمہ دار خود حکومت ہوگی جو اپنے یورپی آقاؤں امریکہ اور اسرائیل کو

خوش کرنے کے لیے اس وقت قادیانیوں کو مظلوم بنا کر دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت وہ خود ظالم ہیں۔

جدید مرزا غلام احمد قادیانی کی پریس کانفرنس بھی قانون کی گرفت میں آتی ہے کہ اس نے اس پارلیمنٹ کو نام نہاد کہتے ہوئے اس کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہا ہے۔ اس نے مسلمانوں کو دو قسموں میں تقسیم کر دیا ہے ایک احمدی مسلمان دوسرے غیر احمد مسلمان یعنی جو کام قدیم غلام احمد سے نہ ہو سکا وہ اس جدید غلام احمد قادیانی نے کر دکھایا اور اس طرح اس نے اپنے نبی اور خلیفہ ناصر کے جو کھلم کھلا ہمیں کافر کہتے ہیں ان کی تردید کر دی خیر یہ قادیانیوں کا آپس کا معاملہ ہے کہ جدید غلام احمد قادیانی سچا ہے یا پھر قدیم غلام احمد قادیانی اور خلیفہ ناصر جس نے پارلیمنٹ ۱۹۷۴ء میں صاف طور پر اعلان کیا تھا کہ جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے

جدید مرزا غلام احمد نے پریس کانفرنس کلمہ شہادت پڑھ کر شروع کی اور پھر جھوٹ بولا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ہر اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ قادیانیوں کی یہ منطق عجیب وغریب ہے کہ مسلمان وہ ہے جو کلمہ توحید پڑھتا ہے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے حالانکہ یہ بات تو ایسے ہی ہے کہ پروفیسر وہ ہے جو اپنے آپ کو پروفیسر کہتا ہے یا پھر انجینئر وہ جو اپنے آپ کو انجینئر کہتا ہے، ڈاکٹر وہ ہے جو اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتا ہے۔ ان قادیانیوں سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ اپنے آپ کو پروفیسر کہنے والے سے یہ بھی تو پوچھا جا سکتا ہے کہ اس نے پرائمری کا امتحان پاس کیا ہوا ہے؟ اگر کیا ہے تو اس کی سند پیش کرے کیا پرائمری فیل کو صرف اس لیے پروفیسر مان لیا جائے گا کہ وہ اپنے آپ کو پروفیسر کہتا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر اور انجینئر کے بارے میں کہا جا سکتا ہے۔

لارنس آف عریبیہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا جس نے جنگِ عظیم اوّل میں عربوں سے ترکوں کے خلاف بغاوت کرائی اور اسی بغاوت کے نتیجے میں بالآخر وحدتِ امت کی علامت خلافتِ عثمانیہ کا سقوط ہوا۔ کیا لارنس آف عریبیہ کو فقط اس لیے مسلمان تسلیم کر لیا جائے کہ وہ کلمہ بھی پڑھتا تھا، قرآن بھی اور نماز بھی۔ اس کے منہ پر ڈاڑھی بھی تھی جو قادیانی ڈاڑھی سے کافی بڑی تھی۔ مہاتما گاندھی کو مسلمان مان لیا جائے کہ وہ اپنی ہر تقریر سے پہلے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتا تھا۔ جسٹس بھگوان داس کو مسلمان مان لیا جائے کہ اس نے ایک مسلمان کی تعزیت کے لیے سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص کی تلاوت کی تھی۔

قادیانیوں سے یہ سوال بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ علامہ اقبالؒ نے انہیں اسلام اور ہندوستان کے غدار کیوں قرار دیا تھا۔ آج کا جدید مرزا غلام احمد پریس کانفرنس میں اعلان کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو غیر احمدی مسلمان تسلیم کرتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر سر ظفر اللہ نے قائد اعظم محمد علی جناح کا جنازہ غیر احمد مسلمان کے طور پر کیوں نہ پڑھا اور کیوں کہا کہ ''مجھے ایک کافر ریاست کا مسلمان وزیر خارجہ تسلیم کر لو یا پھر ایک مسلمان ریاست کا کافر وزیر خارجہ''

ان شاء اللہ ہم ہر حال میں قادیانیوں کا محاسبہ کرتے رہیں گے اس سے ہمیں دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی اگر قادیانی اپنے غلط اور گمراہ کن عقائد سے باز نہیں آتے تو ہم اپنے سچے اور الہامی عقائد سے کیسے منحرف ہو جائیں۔ جو یہ سمجھتا ہے غلط سمجھتا ہے:

وہ اپنی خُو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

خطۂ کشمیر: قادیانی سازشیں

چودھری غلام عباس، شیخ محمد عبداللہ اور قادیانی تعلقات تاریخ کے آئینہ میں

قادیانی مسئلہ کشمیر کے مجرم اعظم ہیں

قاری عبدالوحید قاسمی (صدر تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر)

لا نبی بعدی از احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

یہ کون سا خطہ ہے جہاں فطرت کے حسن نے اپنے چہرے سے تمام نقابیں الٹ دی ہیں؟
یہ کون سا ٹکڑا زمین ہے جس کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اطراف عالم سے سیاح کشاں کشاں چلے آتے ہے؟
یہ کون سی وادی ہے جسکی محبت میں ڈوب کر کسی مغل شہنشاہ نے کہا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

اہل دنیا اس وادی جنت نظیر کو ''کشمیر'' کے نام سے جانتے ہیں۔ کشمیر ایشیاء کے قلب میں واقع ہے۔ اس کا کل رقبہ چھیاسی ہزار مربع میل ہے۔ کشمیر کے ارد گرد چار ممالک، چین، افغانستان، پاکستان اور بھارت ہیں جبکہ کشمیر اور سابق سوویت یونین کے درمیان، افغانستان کی ایک تنگ پٹی ''واخان'' حائل ہے۔ کشمیر کی کل آبادی ایک کروڑ بیس لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ اس وقت کشمیر کا ۶۳ فیصد حصہ بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے۔ جس کی آبادی تقریباً ستر لاکھ ہے۔ جبکہ آزادی کشمیر کی آبادی ایک لاکھ پچاس ہزار کے قریب ہے۔ اس وقت دنیا میں ۱۶۰ آزاد اور خودمختار مملکتیں ہیں۔ اگر ان ممالک سے کشمیر کا موازنہ کیا جائے تو دنیا کے ۹۰ ممالک سے بڑا ہے۔ جغرافیائی لحاظ سے کشمیر کی سرحدوں کا زیادہ علاقہ بھارت کی نسبت پاکستان بہت زیادہ ملا ہوا ہے۔ کشمیر کی سات سو میل لمبی سرحد پاکستان سے ملی ہوئی ہے۔ آزادی سے قبل ریاست کی سڑکیں اور ریلوے کے مواصلات پاکستان سے آملتے ہیں۔ اور کشمیری مصنوعات کی سب سے بڑی منڈی راولپنڈی تھا۔ دفاعی اعتبار سے جموں و کشمیر کی پہاڑیاں وطن عزیز پاکستان کے لئے دفاعی حصار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور پاکستان میں بہنے والے سندھ، جہلم اور چناب جیسے دریاؤں کا منبع کشمیر ہی ہے۔ دریاؤں پر بھارت ڈیم بنا کر پاکستان کو بنجر بنا رہا ہے اسی لئے قائداعظمؒ نے کہا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے۔ اس شہ رگ کے ساتھ ہم نے اور قادیانیوں نے کیا سلوک کیا ہے یہ کوئی پوشیدہ راز نہیں رہا۔

لیکن آج اس اراضی جنت میں بھارت نے ظلم و بربریت کا محشر بپا کر رکھا ہے۔ یہ حسین وادی آگ وخون سے بھری پڑی ہے۔ کشمیری مسلمانوں کے جلے ہوئے گھروں کا دھواں اور ان کی چیخیں دنیا کے چاروں کونوں تک پھیل چکی

ہیں۔مجاھدین کشمیر کے قدموں سے قرون اولیٰ کے مجاھدین کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سنائی دیتی ہے۔ان کے لبوں پر نعرہ تکبیر کے ترانے ہیں ان کے دلوں مین جذبہ جہادشوق شہادت کی تمنا مچل رہی ہے۔ان کی نگاہیں اللہ کی نصرت پر لگی ہوئی ہیں۔اور وہ بھارتی درندوں کو للکار للکار کر کہہ رہے ہیں۔

دبا سکو تو صدا دبا دو بجھا سکو تو دیا بجھا دو
صدا دبے گی تو حشر ہو گا دیا بجھے گا تو سحر ہو گی

گویا شہادت کے جام نوش کرنے والا ہر کشمیری مجاھد بہشت بریں میں جانے سے قبل اپنے بعد میں آنے والے مجاھدین کو یہ پیغام دیتا جارہا ہے۔

ستم کی رات سحر میں بدلنے والی ہے
فصیل دار پر دھرتے چلو سروں کے چراغ

اب غور طلب بات یہ ہے اور دیکھنا ہوگا کہ وہ کونسے لوگ ہیں وہ کونسے ہاتھ ہیں وہ کس کی سازشیں ہیں۔جنھوں نے تحریک آزادی کشمیر کو پائمال کرتے ہوئے بھارتی بھیڑیوں کے نوکیلے دانتوں اور خونی پنجوں کی غلامی کا گہری کھڈ اور غلامی کی زنجیروں کی کڑیاں تیار کرائی اور انہیں پابہ زنجیر کرنے کے بعد ہندوؤں کے قدموں میں پھینک دیا اب اگر کوئی صاحب عقل و دانش تاریخ کشمیر کے چہرے سے نقاب اٹھاتا ہے اور ان خطرناک سازشوں کا پردہ چاک کرتا ہے تو اس کو دو خطرناک ہاتھ نظر آئیں گے جو اسلام اور پیغمبر اسلام سے بغض ودشمنی سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں ان ناپاک ہاتھوں میں سے

(۱) ایک ہاتھ قادیانی ہاتھ ہے جس نے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کر دیا اور آج تک مسلسل ان ہی سازشوں میں مگن ہیں۔

(۲) دوسرا ہاتھ ظالم فرنگی کا ہاتھ ہے جن کے دربار سے قادیانیوں کو جھوٹی نبوت ملی۔یہی وجہ ہے کہ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی میں مرزا کے باپ اور خاندان نے انگریزوں کا بھرپور ساتھ دیا۔اس وقت عراق پر حملہ کے وقت بھی یہ خاندان ان کے ساتھ تھا۔خطہ کشمیر جنت نظیر پر قادیانیوں نے ہر دور میں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا ہے اور پھر کئی بار اس خطہ پر قبضہ کر کے قادیانی ریاست واسٹیٹ بنانے کی سازشیں کی تھیں کیونکہ ان کی نبوت کا اندھا بیل کشمیر ہی کے گرد گھومتا ہے اس وجہ سے ان کے لئے خطہ کشمیر بہت اہم ہے۔جتنا ان کی جھوٹی نبوت میں مرزا قادیانی کی شخصیت ہے۔اس وجہ سے ان کو کبھی خطہ کشمیر میں سے حضرت عیسیٰؑ کی قبر ملتی ہے کبھی اسی خطہ کشمیر سے حضرت مریمؑ کی قبر ملتی ہے کبھی اسی کشمیر سے حضرت عیسیٰؑ کے کفن کے ٹکڑے ملتے ہیں۔اور یہ قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ نہیں ہیں بلکہ وہ فلسطین سے کشمیر آئے تھے اور یہاں ہی فوت ہو گئے تھے اور محلّہ یارخان سری نگر میں انکا مقبرہ موجود ہے۔اور قادیانی کہتے ہیں کہ حدیث میں جس مسیح موعود کے آنے کا ذکر کی بشارت دی گئی تھی اس سے مراد مرزا قادیانی وہ آچکا ہے۔

قادیانیوں کی خطہ کشمیر میں شروع ہی سے اتنی دلچسپی کیوں تھی اور کیوں ہے ملاحظہ فرمائیں قادیانیوں کے ایک گروہ کی تحریرات تاریخ احمدیت جلد نمبر ۶ مؤلف دوست محمد شاھد صفحہ نمبر ۴۴۵ پر بروایت مرزا بشیر الدین محمود مرقوم ہے کہ

جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے؟

(۱)　کشمیر اس لئے ہمارا ہے کہ اس میں ۸۰ ہزار قادیانی ہیں۔

(۲)　وہاں مسیح اوّل دفن ہیں اور مسیح ثانی غلام قادیانی کی بڑی جماعت موجود ہے۔

(۳)　جس ملک میں دو مسیحوں کا دخل ہو وہ ملک بہر حال مسلمانوں کا ہے اور مرزے کے نزدیک مسلمان صرف اور صرف اس کے ماننے والے ہیں صفحہ ۶۷۶

(۴)　نواب امام دین جن کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر کا گورنر بنا کر روانہ کیا تو ان کے ساتھ بطور مددگار مرزا غلام قادیانی کے سگے اور پکے باپ مرزا غلام مرتضٰی کو روانہ کیا تھا۔

(۵)　اور ان کے استاد جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر مولوی حکیم نور الدین بھیروی کو بطور مشیر شاہی حکیم رہے تھے۔(صفحہ ۴۳۵)

ان حقائق سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ قادیانی کشمیر میں اتنی دلچسپی کیوں رکھتے ہیں وہ خطہ کشمیر کو اپنے باپ مرزے کا نے کی جاگیر سمجھتے ہیں اس وجہ سے اس خطہ کشمیر پر قادیانیوں نے قبضہ کرنے کی کئی بار کوشش کی مگر ہر بار ان کو منہ کی کھانی پڑی اور آئندہ بھی ہر ہر سازش پر پہلے سے زیادہ ذلیل وخوار ہونگے۔ شاہی محل میں رہنے پر حکیم کے مراسم جب بڑھ گئے تو راجہ نے اس کو کشتواڑ جو بڑا خوبصورت کوہستانی علاقہ ہے اس کا ذمہ دار بنادیا۔ اس پر انہوں نے سازشیں تیار کرنی شروع کر دی اور قادیانی ریاست واسٹیٹ کیلئے دن رات ایک کر دیئے وہاں پر قادیانی آبادکاری شروع کر دی اور ملازمتیں بھی قادیانیوں کو ہی ملتی تھی فوج اور محکمہ تعلیم میں قادیانی ہی قادیانی نظر آنے لگے اور مسلمانوں کو فارغ کر دیا گیا ان تمام انتظامات کے بعد قادیانی اسٹیٹ کے بگل بجانے کی تیاریاں شروع کر دی اور پھر زور وشور سے مرزا قادیانی کو الہام آنے شروع ہو گئے اور وہ اس میں قادیانی ریاست واسٹیٹ کی خوابوں میں خوشخبریاں سنانے شروع کر دی اور بشارتیں اور مبارکیں شروع کر دی۔

دوسری طرف ان کی ان سازشوں کو مہاراجہ اور دوسرے مسلمان دیکھ رہے تھے پھر وہ وقت بھی آپہنچا کہ مہاراجہ پرتاب سنگھ نے کہا کہ ہمارے ملازم وظیفہ خور جاسوس ہم سے بغاوت کر کے اپنی الگ ریاست قائم کرنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی ہے یہ ہماری غیرت اور حاکمیت کو چیلنج ہے۔ فوراً حکم صادر فرمادیا کہ حکیم نور الدین اور اس کے چیلے ۱۲ گھنٹے کے اندر اندر ریاست کشمیر سے دفع ہو جائیں ورنہ خیر نہیں ہے۔

اب ذلت کی حالت میں حکیم نے اپنے گروہ قادیانی کو تفصیلاً اطلاع کی اور مدد کی درخواست کی اب تو ہماری ساری کی ساری سازشیں منصوبے ملیامیٹ ہو گئے ہیں وہ سارے خواب چکنا چور ہو گئے میری ملازمت بھی ختم ہو گئی کچھ کریں کچھ کریں۔ وا ویلا کیا تو گروہ نے کہا کہ میں تیرے لئے راتوں میں رو رو کر دعائیں کرتا ہوں یہ آرڈر منسوخ ہو جائے گا تو وہاں بھی عیش کرے گا بڑی تسلیاں دی اور کہا کہ تیرے بارے میں مجھے بہت اچھے خواب آنے شروع ہو گئے ہیں آپ فکر نہ کریں مگر چھوٹے نبی کی چھوٹی نبوت کی طرح سارے خواب بھی چھوٹے ثابت ہوئے اور حکیم نور الدین ہکلاتا بڑبڑاتا، کپکپاتا اور لڑکھڑاتا ہوا خطہ کشمیر سے اس طرح ذلیل وخوار ہو کر نکلا کہ پولیس والے ڈنڈے لہراتے ہوئے اس سے کہہ رہے تھے کہ جلدی کر خطہ کشمیر سے نکل جاؤ ورنہ ٹائم ختم ہونے سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جائے اپنی رفتار تیز کر دو ورنہ ڈنڈہ لگنے والا ہے مگر اس ذلت پر پولیس والوں کو کچھ ترس نہ آیا بڑی

مشکل سے دوڑ کر حکیم نورالدین کپڑے جھاڑتے ہوئے اپنے گھر بھیرہ پہنچا۔اور پھر اپنے گروہ کے پاس جا کر ذلت کی ساری کہانی سنائی۔اس کربناک صورت حال میں گروہ نے چیلے اور چیلے نے گروہ کو ملتے ہوئے کہا۔

اپنی ان حسرتوں کا ہونا تھا یہ ہی انجام
محرومیاں ملنی تھیں مفت میں ہونا تھا بدنام

خطہ کشمیر جنت نظیر پہ قبضہ کرنے کی یہ بڑی سازش بھی آخر دم توڑ گئی ان ملعونوں کی ناکامیوں کی ابتدا ہوگئی اور اب قیامت تک یہ ایسے ہی ہر سازش ہر منصوبے پر ایسے ذلیل وخوار ہوتے رہیں گے انشاءاللہ ذلت ورسوائی ان کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے۔

قادیانی ایسی حرام ہڈی ہے کہ بار بار ذلت ورسوائی ناکامیوں کے پھر بھی باز نہیں آئے اب انہوں نے نیا روپ اختیار کر کے کشمیر کمیٹی قائم کر دی۔

مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی زیر صدارت ۲۵؍جولائی ۱۹۳۱ کو شملہ میں پہلا اجلاس منعقد ہوا اور ان ہی سازشوں کے تسلسل سے نئی سازش کے تحت مرزے کے بیٹے قادیانی تحریک کے سربراہ مرزا بشیرالدین کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا اور سیکرٹری جنرل قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا اور مفکر اسلام مصور پاکستان شاعر مشرق کشمیری سپوت جناب علامہ اقبال کو اس کا صرف رکن بنایا گیا اور اس کشمیر کمیٹی کا صدر دفتر قادیان میں رکھا گیا۔اس کے بعد اب مرزا بشیرالدین یکا یک میدان میں آ نکلے الفضل ۱۲؍جون ۱۹۳۱۔اس کے بعد اب قادیانیوں کی سازشیں عروج پر پہنچ گئیں اور قادیانیوں کے مبلغین کی خطہ کشمیر کے ہر ہر شہر میں آمد شروع ہوگئی اور ان کی یہ آمد کشمیری مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے تھی اور ان مبلغین کیلئے وظیفہ تنخواہ شیخ عبداللہ کے ہاتھوں سے دیئے جاتے تھے۔ملاحظہ فرمائیں:(”کچھ شکستہ داستانیں کچھ پریشاں تذکرے“، اشرف عطاء، صفحہ ۱۳۰، ۱۳۱)

اس دوران قادیانیوں کی سرپرستی وقیادت چودھری غلام عباس کے والد کر رہے تھے جن کا خاندان پکا قادیانی خاندان تھا اور یہ بھی پکا متعصب قادیانی مبلغ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ قادیانی سازشوں کے کچھ تلخ حقائق بھی ہیں جن کے بارے میں بعض اخبارات ورسائل بھی مضامین وخبریں شائع ہوتی اور ان تلخ حقائق کے تردید کے ذمہ داروں نے خاموشی اختیار کر کے ان تلخ حقائق کو حقائق پر مبنی کر دیا ہے۔چنانچہ چوہدری غلام عباس ان کے والدان کے خاندان کے بارے میں المسعو درسالہ جولائی ۲۰۰۳ء ایک مضمون شائع ہوا۔قادیانیت آزاد کشمیر میں۔صاحب مضمون تھے۔ارسلان تیمور۔انہوں نے لکھا ہے کہ وادی کشمیر کے عظیم شاعر فیض کشمیر جناب پروفیسر نذیر انجم صاحب یہ خود کشمیری ہے اور تاریخ کشمیر کا گہرا مطالعہ رکھتا ہے۔انہوں نے ملاقات پر عجیب انکشافات کیئے کہ بقول پروفیسر صاحب۔فرماتے ہیں کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ قادیان کے بعد قادیانیوں کا بڑا مرکز چناب نگر (ربوہ) ہے جبکہ قادیانیت نے جب پر پرزے نکالنے شروع کئے قادیان سے باہر تو سب سے پہلے انہوں نے کشمیر کے صوبہ جموں کو اپنا مرکز بنایا اور پھر وہاں پر قادیانیوں اور عیسائیوں کا ایک معاہدہ بھی ہوا۔جس میں لکھا گیا کہ جن علاقوں میں عیسائی پادری مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کوشش کریں وہاں قادیانی اپنی ارتدادی سرگرمیاں شروع نہیں کریں گے اور پھر جن جن علاقوں میں قادیانی مربی ہونگے وہاں پر عیسائی پادری نہیں آئیں گے اور اس پر دونوں نے عمل نہیں کیا معاہدے کی خلاف ورزیاں عام ہوگئی خیر پروفیسر صاحب نے مزید کہا کہ قادیانی مبلغین کا جو پہلا دستہ وادی میں داخل ہوا اس میں چوہدری غلام عباس کے والد بھی بطور مبلغ شریک تھے بلکہ ان کے سرپرست

تھے پروفیسر کے بقول چوہدری غلام عباس کے والد اور پورا خاندان قادیانی تھے اور خود چوہدری غلام عباس بھی سکہ بند غالی قادیانی مبلغ تھے۔ آزاد کشمیر کی جب پہلی حکومت قائم ہوئی تو چوہدری غلام عباس کی ایما پر اکثر افسران اور وزیر قادیانی متعین کئے گئے جس کے نقصانات آج تک پوری کشمیر قوم برداشت کر رہی ہے۔ یہ ان قادیانی اور قادیانی نوازوں کی سازش کا نتیجہ ہے۔ اور جب کوئی قادیانی سرکاری افسر فوت ہو جائے تو اس کی جگہ دوسرے قادیانی ہی کو لگایا جاتا تھا وہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ خصوصاً کوٹلی، میرپور، مظفر آباد وغیرہ۔ اب ایسا لیڈر مسلمانوں کا لیڈر کیسے ہو سکتا ہے۔ حکومت آزاد کشمیر اور مسلم کانفرنس کو اس کی وضاحت کرنی ہوگی اور ان حوالہ جات کا تسلی بخش جواب دینا ہوگا ورنہ آئندہ کیلئے وہ ان قادیانی لیڈروں کو رئیس الاحرار نہیں کہہ سکتے نہ ان کو مسلمانوں کا لیڈر کہہ سکتے نہ ہی ان کی برسی منانی چاہئے اس دھوکہ سے پوری کشمیری قوم کو مطلع کرنا ہوگا۔

اسی طرح حال ہی میں روزنامہ صدائے چنار میں ایک خبر شائع ہوئی مئی ۲۰۱۰ میں کہ غلام عباس جماعت احمدیہ کے رکن رہے اور مالی امداد بھی لیتے تھے اور ملعون بشیر الدین کے مشورے پر قادیانیت کا پرچار کرتے تھے۔ کشمیر رائٹر فورم کے مرکزی وائس چیئرمین سردار ساجد آمین انہوں نے مزید کہا کہ دنیا کی کوئی طاقت اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتی کہ تحریک آزادی کشمیر کو تحریک احمدیہ نے ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور آج بھی وہ نئی نئی سازشوں نئے نئے روپ میں مسلمانوں کو مجاہدین کشمیر، کشمیری سیاسی لیڈروں کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ سردار ساجد آمین نے مزید کہا کہ میرے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ غلام عباس قادیانی جماعت کے رکن تھے اور جماعت احمدیہ مسلم کانفرنس کو اپنا سیاسی ونگ قرار دیتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی سازش ہی سے چوہدری غلام عباس نے نیشنل کانفرنس سے علیحدہ ہو کر مسلم کانفرنس کا دوبارہ احیاء کیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ چوہدری غلام عباس نے مرزے کے بیٹے مرزا بشیر الدین سے گہرے تعلقات تھے وہ ان کے مشورے سے ہی کام کرتے تھے اسی طرح قادیانیوں کی طرف سے گزشتہ دنوں ایک کتاب بنام کشمیر کا عروج و زوال کے نام سے شائع ہوئی مولف ہیں ڈاکٹر ملک عبدالغنی اصغر جس نے اپنے دستخطوں سے سردار عتیق احمد کو وہ کتاب پیش کی۔ ۴راگست ۱۹۹۹ء اس کتاب کو کراچی اور پورے آزاد کشمیر کے مشہور بک ڈپوں کے نام اس میں درج ہیں باغ کے دو بک ڈپو بھی اس میں موجود ہیں اس کتاب قادیانیوں اور مسلم کانفرنس کے بارے میں کیا کچھ لکھا گیا ہے خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

اس کتاب میں لکھا گیا ہے کہ مسلم کانفرنس قادیانیوں کی جماعت ہے اس کے پروگراموں کے اخراجات جماعت احمدیہ برداشت کرتی تھی۔ قادیانی کشمیریوں کے محسن ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں اور پھر غور بھی کریں۔

کشمیر کا عروج و زوال: مصنف ڈاکٹر ملک عبدالغنی اصغر کراچی، فروری ۱۹۹۷ء صفحات ۲۵۴

آزاد کشمیر میں قادیانی سازشیں عروج پر ملاحظہ فرمائیں۔

حوالہ عبارت	
کشمیریوں کا ایک ہی دردمند دل مرزا بشیر الدین محمود تھے۔	۶۶
اپنے عالموں کو کشمیر روانہ کیا وہ مختلف زبانیں جانتے تھے۔	۶۷
کشمیریوں کے محسن اعظم مرزا بشیر الدین محمود تھے۔	۶۹
۲۰ سال تک کشمیریوں کے محسن اعظم نے تن تنہا ان کی آبیاری کی	۷۱

امام جماعت احمدیہ کی عمدہ رائے۔ ۷۴
مسلمانوں کے بیحد ہمدرد۔ رسول اللہ کی امت کے ہمدرد تمام مسلمانوں کو انکا ممنون ہونا چاہئے۔ ۷۵
آزادی پریس، آئین اسمبلی M.K، یہ مرزا کی ۲۰ سالہ محنت کا نتیجہ ہے۔ ۷۷
مسلم کانفرنس کا قیام ۱۹۳۲ء۔ ۱۵ تا ۱۷ پتھر مسجد میں کشمیریوں کے محسن ۷۹
اس تاریخی کانفرنس کے تمام اخراجات جماعت احمدیہ نے برداشت کئے۔ ۸۰
شیخ عبداللہ نے مرزا کا پیغام جلسہ عام میں پڑھ کر سنایا۔ ۸۱
مسلم کانفرنس کے عہدیداران/ ممتاز دولتانہ کے والد نے مرزا بشیرالدین کو خط لکھا۔ ۸۳
مسلم کانفرنس کو حضرت مرزا نے قائم کر کے کشمیریوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ ۸۳
آپ کشمیریوں کی قیادت کریں اقبال سے پہلے کچھ ہوا نہ ہوگا اس کے کرتوتوں سے پہلے نقصان ہوا ہے۔ ۸۴
علامہ اقبال کو شیشہ میں اتارا گیا۔ ۸۶
شیخ عبداللہ نے مرزے کو خط لکھا ہماری امداد کی جائے کارکن روانہ کئے جائیں خط مشترکہ ۸۴
(۱) شیخ عبداللہ (۲) غلام نبی گلکار، بخشی غلام محمد (گلکار اور بخشی دونوں قادیانی تھے)
جیل جاتے ہوئے مرزے کو چوہدری غلام عباس کا خط ملا ملاحظہ فرمائیں۔ عکس ۸۷
مرزے کا استعفیٰ منظور نہیں ہونا چاہئے۔ مولانا غلام رسول مہر ۸۸
مرزے کی علیحدگی کشمیر کمیٹی کی موت ہے۔ ۸۹
اللہ نے اس صدی کے شروع سے کشمیریوں میں ایک بے لوث غمخوار وجود عطاء فرمایا مرزا صاحب ۹۲
کشمیر کمیٹی کی وجہ سے بہت سارے کام ہو گئے تھے۔ مسلم کانفرنس کا وجود بھی۔
فتح بالکل قریب تھی۔ علامہ اقبال کو شیشے میں اتار کر اہل کشمیر کی پیٹھ پر چھرا گھونپ دیا ہے۔ ۹۲
کشمیریوں کے محسن نے نیا نمائندہ وزیر اعظم کے پاس روانہ کیا۔ ۹۳
اقبال کی کشمیری کمیٹی نا کام ہوگئی۔ ۹۵
اخبار اصلاح کا اجراء ۱۹۳۴ء مرزے نے ذاتی طور پر جاری کیا۔ ۹۵
قائداعظم کو کشمیر کے حالات سے ہم نے مطلع کیا۔ ۹۶
کشمیر اسمبلی کا قیام کشمیریوں کے محسن مرزے کی رہنمائی میں خط لکھا۔ ۹۷
امام جماعت احمدیہ کا دوسرا مشورہ۔ مسلم کانفرنس کی کامیابی۔ ۹۷
شاہین کمیشن کا قیام کشمیریوں کے محسن امام جماعت احمدیہ رہنمائی و مدد ۹۹
مسلم کانفرنس کے اجلاس میں قادیانی جماعت کی خدمات کا اعتراف ۱۰۰
کشمیر میں تعلیمی میدان میں جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ ۱۰۱
ریاست کے اکثر سکولوں میں قادیان سے فارغ التحصیل مولوی فاضل ٹیچر تھے۔ ۱۰۱

مسلم کانفرنس کے چوتھے اجلاس میں غلام عباس منتظم اعلیٰ نبی گلکار کی قیادت میں جلوس نکالا۔ ۱۰۳
اس حوالے سے مرزا بشیر الدین محمود نے ایک خط ہزاروں کے حساب سے تقسیم کیا۔ ۱۰۹
۱۹۳۱ جسلہ میں کشمیری لیڈروں کو القابات دیئے گئے ملاحظہ فرمائیں۔
پاکستان و کشمیر معاہدہ ۱۴۵
جمہوریہ آزاد کشمیر کا قیام۔ غلام نبی گلکار ہر دلعزیز تھے۔
اس نے مختلف ناموں سے جماعتیں بنائی تھی۔ ۱۶۱
غلام نبی گلکار انور کی مخفی شخصیت کا انکشاف ۱۳ ماہ نظری بندی ۱۹۴۹ ۱۶۵
گلکار مسلم کانفرنس ورکنگ کمیٹی کا ممبر تھا۔ (۸) وزراء کے نام۔
مقبوضہ کشمیر میں بھی انڈر گراؤنڈ قادیانی حکومت کا قیام کی سازش۔ ۱۶۶
۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ کی سرینگر میں گلکار کو گرفتار کرلیا گیا۔ ۱۶۹
گلکار کو ایک بریگیڈیر گورنر گلگت کے تبادلے پر رہائی ملی اس پر فارسی نظم ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۷۵
۱۹۷۴ میں جماعت احمدیہ کے ۴۰ لاکھ کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ ۱۸۲
آزاد کشمیر کے لیڈروں کا کردار ۱۸۵
معاہدہ کراچی نقل سردار ابراہیم نے اس کو جعلی معاہدہ قرار دیا تھا۔ ۱۸۷
غلام نبی گلکار انور کون تھا۔ ۱۹۰
کشمیر ریپبلکن پارٹی اور گلکار۔ ۱۹۳
سردار قیوم خان حریت پسند لیڈروں کے خلاف یحیٰ حکومت کو بلیک میل کیا۔ ۲۱۷
۱۹۴۹ کی غلامی کی دستاویز جو بانی پاکستان کی وفات کے بعد فوراً منظوری کی گئی نقل حاضر ہے۔ ۲۲۳،۲۲۴
سردار عبدالقیوم خان کا وہ خط جو انہوں نے شیخ عبداللہ وزیر اعظم بننے پر لکھا۔ ۲۳۸
قائداعظم کے حکم پر کشمیر میں مسلم لیگ کی شاخیں قائم کی۔ ۲۵۱
سردار قیوم خان ۱۹۴۷ میں اسرائیل میں تھے کوئی پہلی گولی نہیں چلائی۔ ۲۵۲
قائداعظم خود مختار کشمیر چاہتے تھے۔ ۲۵۲
سردار محمد عبدالقیوم خان اور دوسرے مسلم کانفرنس لیڈروں کے غیر ملکی دورے کینیڈا اور دوسرے قادیانی کراتے ہیں۔
اخباری رپورٹ ملاحظہ فرمائیں۔

چوہدری غلام عباس کے علاوہ دوسرے لیڈران کشمیری قوم بھی قادیانیوں کے وظیفہ خور تھے جن میں سے شیخ عبداللہ سرفہرست ہیں ان کے بارے میں جب ۳؍ اکتوبر ۱۹۳۱ کو گرفتار ہوئے شیخ عبداللہ تو برطانوی ریزیڈنٹ نے اپنی سرکاری اطلاع میں شیخ عبداللہ کو قادیانی لکھا۔ ملاحظہ کریں۔ حکومت ہند فائل ۳۵ رپورٹ مرسلہ ۳؍ اکتوبر ۱۹۳۱ انڈیا آفس ریکارڈا۔ ۲۹۔ ۸۰۔ ۷۷ اور آئن کو پلینڈص ۲۳۶ پر لکھا ہے کہ اس وقت قادیانیوں کے ۱۳ اہم ایجنٹ تھے۔ (ا) جمال الدین خواجہ کمال الدین خواجہ کا

بھائی (۲) دربار کا پبلک انسٹرکشن کا منظّم (۳) شیخ عبداللہ

قادیانیوں نے خطہ کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے چاروں اطراف سازشوں کا جال لگا دیئے تھے اور وہ ان سیاسی لیڈروں کو اس جال کے ذریعہ شکار کرتے تھے اور کئی لیڈر اُس وقت شکار ہوئے اور کچھ آج بھی شکار ہو رہے ہیں اور اسرائیل کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کر چکے ہیں۔ مسلم کانفرنس کی طرف سے یہ مطالبہ بھی قادیانی اور یہودی لابی ہی کی سازش تھی بہرحال اس وقت جب کشمیر کمیٹی کے ذریعہ سازش کی تو فرزند کشمیر مصور پاکستان شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ کی فراست نے کام کیا اس لئے کہ قادیانیوں کے معاملات میں وہ بطل جلیل خطہ کشمیر کی آبرو عظیم محدث علامہ محمد انور شاہ رحمۃ اللہ کے شاگرد بن چکے تھے انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے لئے ایک خط لکھا کہ آئندہ کیلئے کوئی بھی قادیانی کشمیر کمیٹی کا صدر نہیں بن سکتا یہ علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ بول رہے تھے پھر قادیانیوں نے مصور پاکستان کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگائے مگر اس وقت تک علامہ محمد انور شاہ رحمۃ اللہ کام مکمل کر چکے تھے اب علامہ اقبالؒ اور قادیانیت ایک مستقل مضمون بن چکا تھا اور آج تک لکھا جا رہا ہے اور آئندہ بھی لکھا جائے گا علامہ انور شاہ رحمۃ اللہ اور مصور پاکستان کے ماننے والے قادیانیوں کی کسی بھی سازش کو کشمیر بلکہ پوری دنیا میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اور اسی طرح کی ایک مضمون ۱۶/اکتوبر۱۹۹۳ نوائے وقت میں حبیب جالب کنیڈا کا شائع ہوا۔ سردار عبدالقیوم کا دوسرا چہرہ: انہوں نے تفصیلاً لکھا کہ سردار قیوم اور مسلم کانفرنس کے غیر ملکی دورے قادیانی کراتے ہیں۔ کنیڈا میں سفارت خانے کا افسر عارف کمال سفارت کار خالد مسعود کشمیری دونوں پکے قادیانی ہیں اسی طرح امریکہ کے قادیانی بھی سردار قیوم خان کے دوروں کے انتظامات کرتے رہتے ہیں اور پھر وہاں قادیانیوں کے ساتھ ساتھ بھارتی ایجنٹ بھی موجود ہوتے ہیں مسلم کانفرنس اور سردار قیوم خان کے لئے خصوصی فنڈ جمع کئے جاتے ہیں اور یہ کنیڈا امریکہ برطانیہ کے قادیانی سارے کے سارے خود مختار کشمیر کے قائل ہیں ان میں اکثر لبریشن فرنٹ کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک طرف الحاق پاکستان کا نعرہ لگانے والے مسلم کانفرنس کے ذمہ دار دوسری طرف خود مختار کا نعرہ لگانے والے قادیانی جیالوں سے دعوتیں اور نذرانے قبول کرنا اس کے پس پردہ کیا محرکات ہیں کشمیری قوم اس کی وضاحت کی منتظر ہے مگر دوسری طرف سے خاموشی کیوں؟

روزنامہ مرکز اسلام آباد میں بتاریخ ۲۰/دسمبر ۱۹۹۵ء میں ایک کشمیر سروے رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں آزاد کشمیر میں قادیانیوں کے حوالے سے لکھا گیا تھا مگر سابقہ روایات کو پیش نظر حکومت آزاد کشمیر نے خاموشی کا روزہ نہیں کھولا تھا اور آج تک طویل روزہ رکھا ہوا ہے۔ اس سروے رپورٹ میں لکھا گیا تھا کہ درویش وزیر اعظم سردار محمد عبدالقیوم خان قادیانیوں کے حوالے سے چشم پوشی قادیانی الگ ریاست کے لئے کوشاں ہیں اور یہ بھی لکھا گیا کہ وزیر اعظم سردار محمد عبدالقیوم خان کا حال ہی میں مستعفی ہونے والا مشیر قادیانی ہے اس کے بعد وہ سمندر پار ایک یورپی ملک میں قادیانی ہونے کی بناء پر سیاسی پناہ حاصل کی ہے۔

قادیانیوں کے گروہ نے جب تیسری بار کشمیر یاترا کیا۔ ۱۹۲۹ء جون تو قادیانیوں کیلئے ایک خصوصی ہدایت نامہ جاری کر دیا کہ قادیانی کارکن ہر اس جماعت کی صفوں میں گھس جائیں جس کسی کی بھی مستقبل میں سیاسی قیادت آنے کے مواقع ہوں۔ اور اس وقت انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں الگ ریاست دی جائے۔ یہ خیال انکا کشمیر ہی کے متعلق تھا مگر

خواب پورا نہ ہو سکا۔ قادیانیوں کی سرکاری تاریخ میں شیخ عبداللہ کے خطوط کی نقل دی گئی ہے جسمیں لکھا گیا تھا کہ ہماری مالی امداد کی جائے ہم آ چکے ہیں۔ ۱۹۳۳ء،۱۹۳۴ء میں مرزا محمود نے شیخ عبداللہ کے لئے حمایت کا اعلان کیا اور اس کے حق میں کتاب بھی لکھی حقیقت حال وغیرہ ۱۹۳۴ء سری نگر کے اسلام اخبار میں مرزا محمود کا ایک خط شائع ہوا تھا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ شیخ عبداللہ ایک فعال احمدی ہے۔ قادیان میں ان ملعونوں کا جاسوسی نیٹ ورک موجود تھا اور آج بھی ہے۔ آج تو پاکستان میں بھی ایک مضبوط نیٹ ورک موجود ہے۔ جو بلیک واٹر کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اُس وقت پنجاب رجمنٹ میں دوسرے غیر مسلموں کے ساتھ قادیانی ایک طویل فہرست رکھتے تھے۔ مرزا شریف قادیانی اس کا کپتان تھا۔ اس کا بیٹا مرزا داؤد خیبر ایجنسی میں کرنل تھا۔ الفرقان بٹالین قادیانی نوجوانوں پر مشتمل بنائی گئی جنہوں نے فوج کی وردیاں پہن کر قتل وغارت کی انتہا کر دی تھی آخر خان لیاقت علی خان نے اس کو توڑ دیا جس کی وجہ سے ان کو قادیانی نے شہید کر دیا تھا۔ تمام قادیانی پاکستان کے بارے میں زہر آلود خیالات رکھتے ہیں۔ اور حبیب جالب نے لکھا ہے کہ برطانیہ امریکہ کینڈا میں مسلم کانفرنس کے ذمہ دار اکثر قادیانی ہیں اور دوسری طرف وہ بھارتی ایجنٹ بھی ہیں دھرا کام کرتے ہیں۔ یہ تو تھا مختصر قادیانیوں کی سیاسی چال کشمیر کے متعلق جس کی بنیاد شیخ عبداللہ اور چوہدری غلام عباس اور ان کے والدان کا خاندان تھا۔ اب مختصر کشمیر کے متعلق قادیانیوں کے نام نہاد مذہبی عقائد ملاحظہ فرمائیں۔ قادیانی کوٹلی کے مربی اسد اللہ قریشی نے سوالات کے جوابات کتاب لکھی جس میں خود سوال اور جوابات لکھے اور ۳ دن مسلسل ۲۴ تا ۲۶ نومبر ۱۹۶۶ کوٹلی میں جلسہ کیا اور کفر بکتے رہے۔

سوال: مرزے نے لکھا ہے کہ عیسیٰؑ مخفی طور پر کشمیر آئے تھے قرآن میں اس کا ذکر ہے۔

جواب: سورۃ مومنون کی اس آیت میں اسکا ذکر موجود ہے ترجمہ یعنی ہم نے ابن مریم اور اس کی ماں کو نشان بنایا اور دونوں کو ایک اونچی پہاڑی جگہ کی طرف پناہ دی جو آرام والی اور چشموں والی جگہ ہے۔ وہ کشمیر ہے۔

سوال: کیا اگر عیسیٰؑ کشمیر آئے تو عیسائیت پھیلتی اس کا کوئی ثبوت ہے۔

جواب: وہاں قدیم کشمیر میں عیسائیت عام تھی جب اسلام آیا تو سب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

سوال: کیا قرآن پاک کی کسی آیت میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں نبوت مل سکتی ہے؟

جواب: ہاں قرآن پاک کی کئی آیات میں ارشاد ہے سورۃ نساء رکوع نمبر ۹

سوال: کیا بانی احمدیہ نبی تھے؟

جواب: ہاں وہ امتی نبی تھے۔ اور جو مسلم شریف میں حدیث آئی ہے اسمیں چار دفعہ ان کو نبی اللہ کہا گیا قادیانیوں کی ان طوفانی سازشوں منصوبوں کے سامنے اگر کسی نے سد سکندری کڑی کی ہے یا دیوار چین حائل کی ہے تو وہ خطہ کشمیر کے عظیم محدث عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ ہی تھے جنہوں نے کہا کہ جب سے اس فتنہ نے سر اٹھایا ہے مجھے ۶ مہینے تک رات کو نیند نہیں آئی اور مرض الموت کے وقت اپنی چارپائی اٹھوائی اور دارالعلوم دیوبند کی مسجد کے قریب محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت ارشاد فرمائی کہ تاریخ اسلام کا میں نے جس قدر مطالعہ کیا ہے اس کی بنیاد پر میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ چودہ سو سالہ تاریخ کے اندر اس فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں آیا۔ مسلمانو! اگر

نجات اخروی اور شفاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہو تو مسلمانوں کو اس فتنہ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کریں یہ ایک ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے اور میں اس کی ضمانت دیتا ہوں۔

دوسرے نمبر پر ان کے اس حوالے کے شاگرد مصور پاکستان فرزند کشمیر شاعر مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ نے اہم کردار ادا کیا اور سب سے پہلے مطالبہ کیا کہ قادیانی اور مسلمان الگ الگ ہیں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور مزید فرمایا کہ قادیانی اسلام ملک دونوں کے غدار ہیں۔ یہ یہودی چربہ ہیں اور فرمایا

لانبی بعدی از احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

تیسرے نمبر خطہ کشمیر کے بطل جلیل مغل برادری کے چشم و چراغ مسلمانوں کے محسن ہیرو جناب میجر محمد ایوب شہید رحمۃ اللہ ہیں جنہوں نے سچا عاشق رسول ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے ۲۹ راپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر اسمبلی سے ایک قرارداد کے ذریعہ ان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر سعادت دارین حاصل کی ہے۔ اور خواتین میں سے سعیدہ خاتون نے بھی اس قرارداد پر دستخط کر کے عورتوں میں اول نام پیدا کیا ہے۔ خطہ کشمیر کے غلام غوث ہزاروی، خطہ کشمیر کے امیر شریعت حضرت مولانا امیر زمان رحمۃ اللہ نے فتنہ مرزائیت لکھ کر قادیانیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ اور پھر اپنے بھائی مولانا عبدالرحیم سمیت ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ساتھ ایک سال جیل کاٹی تھی۔ خطہ کشمیر چونکہ انگریز کے خلاف جہاد میں مصروف تھا اور آج پون صدی سے اس جہاد کے سلسلہ کو جاری و ساری کئے ہوئے ہیں تو اس جہاد کے خلاف قادیانیوں کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　　دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے　　　دین کے لئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے　　　اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد　　　منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹، مصنف مرزا قادیانی)

اب ان حقائق کے بعد مقبوضہ کشمیر میں نیشنل کانفرنس کے ذمہ دار اور آزاد کشمیر کے مسلم کانفرنس کے ذمہ داران حقائق کے بارے میں وضاحت کریں اور جوان دونوں لیڈروں سے شیخ عبداللہ، چوہدری غلام عباس سے برأت کا اعلان کریں ورنہ کل قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نہیں ہوگی۔

توڑ اس دست جفاکش کو یا رب　　　جس نے روح آزادی کشمیر کو پائمال کیا
سچے نبی کا اقرار ضروری ہے　　　جھوٹے نبی کا انکار ضروری ہے
ختم نبوت کی نگری میں چور گھسے　　　نگری والے ہوں بیدار ضروری ہے
نہیں ہے یہ جز و ایمان بلکہ ہے بنیاد ایمان　　　نہ ہو جس کا یہ ایمان وہ اہل ایمان

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

☆ ڈگری، ڈگری ہوتی ہے۔ اصلی ہو یا جعلی، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ (اسلم رئیسانی۔ بلوچستان)

● سیاست دان، سیاست دان ہوتا ہے۔ جھوٹا ہو یا سچا کوئی فرق نہیں پڑتا۔

☆ بہاول پور: ڈاکٹر نے بازو کے بجائے گردے کا آپریشن کر دیا۔ (ایک خبر)

● ''مریض'' کو دیکھ کے ڈاکٹر کے ایسے ہوش اڑے کہ شراب سیخ پہ ڈالی ، کباب شیشے میں

☆ میڈیا کے خلاف ''خرمستی کرنے والا'' مستی خیل نہیں، کوئی اور ہے۔ (بابر اعوان)

● جعلی ڈگری والے الزام نہ لگائیں (پرویز رشید)

☆ سپریم کورٹ قبول، چیف جسٹس کو نہیں مانتے۔ (پارلیمانی سیکرٹری داخلہ)

● عربی کا محاورہ ہے کہ ''بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے کھڑا ہو گیا۔''

☆ جعلی ڈگری ہولڈر کو ۸۰ کوڑوں کی سزا اور دفعہ ۴۲۰ کے تحت ۴ سال قید ہو سکتی ہے۔ (شیر افگن نیازی)

● اک اتنی سی بات تھی جس پر ہر کوئی برہم ہو بیٹھا سب اپنی اپنی کہتے تھے اور بول اٹھا دیوانہ بھی

☆ اسامہ اور ملا عمر پاکستان میں ہیں۔ پکڑا جائے۔ (ہیلری)

● ہیلری نے اسامہ کی پاکستان میں موجودگی بارے بات نہیں کی۔ (گیلانی وزیر اعظم)

☆ غلط بیانی سے دو برس کے دوران ۵۱ کنٹینرز شراب منگوا کر پاکستانی میں فروخت کی گئی۔ (ایک خبر)

● عریانی، فحاشی، مہنگائی، پریشانی، دہشت گردی ایسی ہی حرامزدگیوں کا نتیجہ ہیں۔

☆ فرح دیبا، سہیل کامران، افشاں فاروق، آمنہ الفت کی ڈگریاں بھی جعلی قرار۔ (ایک خبر)

● وطن میں کلیاں ہیں یا پریاں قطار اندر قطار اودے اودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے، پیر ہیں

☆ بیٹی جنم دینے کا جرم۔ شوہر کا بیوی پر تشدد۔ گھر سے نکال دیا۔ (ایک خبر)

● ایک پہلو یہ بھی ہے آدمی کی تصویر کا

☆ بروقت فیصلے ہوتے تو آج سکینڈل سامنے نہ آتے۔ جعلی ڈگریوں کی ذمہ دار عدلیہ ہے۔ (وزیر اعظم گیلانی)

● سوال یہ ہے کہ کیا ارکانِ اسمبلی نے دھوکا دہی کا ارتکاب نہیں کیا؟

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

تبصرہ: جاوید اختر بھٹی

● **ششماہی ''عالمی السیرۃ'' (۲۳)**　　مدیر: سید فضل الرحمٰن　　نائب مدیر: سید عزیز الرحمٰن

صفحات: ۲۲۴　　قیمت: ۲۰۰ روپے　　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

وہ لوگ بڑے نصیب والے ہوتے ہیں جو سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ یوں اپنے ایمان کی تازگی قائم رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا اور ان کے بارے سوچنا بھی نیکیوں میں اضافے کا باعث ہوتا ہے۔ ''السیرۃ'' کے مدیران نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی کا مشن بنالیا ہے۔ اس لیے ان کی زندگی کا کوئی لمحہ بھی رائیگاں نہیں ہے۔ لیکن صرف یہی نہیں، انہوں نے اس کام کو معیاری انداز میں کیا ہے اور آج اس موضوع ''السیرۃ'' اعلیٰ معیار کی وجہ سے اپنی پہچان رکھتا ہے۔

پاکستان میں یہ پہلا علمی وتحقیقی مجلّہ ہے۔ جس میں تحریروں کا انتخاب نہایت احتیاط سے کیا جاتا ہے اور ایسی تحریروں کو جگہ دی جاتی ہے جو تحقیق کے معیار پر پوری اترتی ہیں۔

نائب مدیر سید عزیز الرحمٰن نے ''پیغام سیرت'' کے عنوان سے اداریہ لکھا۔ اس کا موضوع نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور نونہال ہے۔ مولانا محمد ابراہیم فیضی کا مضمون ''حیات طیبہ'' روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں'' (دوسری قسط)۔ پروفیسر ظفر احمد کا ''السیرۃ النبویۃ علیٰ صاحبہا العلوۃ والسلام توفیقی مطالعہ'' محمد معاذ کا ''علامہ شامی'' اور ''سبل الھدی والرشاد''۔ محمد جنید انور کا ''سیرت طیبہ اور تہذیبی اقدار''۔ حافظ محمد عارف گھانچی نے دو فہرستیں مرتب کیں۔ ا۔ ''فہرست کتب سیرت خواتین'' اور ''جدید کتب ۲۰۰۸ء، ۲۰۱۰ء''۔ اور آخر میں ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری کا انگریزی مضمون Morality And Ethics Of The Prophet Muhammad صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہے۔ ان تمام مضامین کے حوالہ جات کی فہرست اس قدر معیاری ہے کہ لکھنے والوں کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ لکھنے والے نے سرسری بات نہیں کی۔ نہایت چھان بین اور تلاش وجستجو کے بعد یہ مقالات مکمل کیے گئے۔ یہ بات صرف زیرِ نظر شمارے کے حوالے سے نہیں ''السیرۃ'' کے پہلے شمارے سے لے کر آج تک یہ معیار قائم رکھا گیا۔

اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ ''السیرۃ'' کا باقاعدگی سے مطالعہ کریں اور ممکن ہو تو گزشتہ شمارے بھی تلاش کر کے اپنی لائبریری میں رکھیں، یوں سیرت کا ایک مستند خزانہ ان کے ہاتھ آجائے گا۔

● **عکس سیرت**　ترتیب: سید فضل الرحمٰن　توقیت: پروفیسر ظفر احمد

صفحات: ۹۶　قیمت: ۷۰ روپے　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

اس کتاب میں سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے تقریباً تمام اہم واقعات توقیتی جداول میں پیش کیا گیا ہے۔ پہلی بار واقعاتِ سیرت کی تاریخوں کے اختلافات کا حل توقیت کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔

پروفیسر ظفر احمد لکھتے ہیں

''سیرت طیبہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کوئی دو تہائی واقعات کی توقیت قمریہ شمسی تقویم اور کوئی ایک تہائی کی خالص قمری تقویم میں اور متعدد واقعات کی تقاویم میں ہوئی ہے۔ قمریہ شمسی اور قمری تقویم کے محرم سے ذی الحجہ تک مہینوں کے نام یکساں تھے۔ اسی سے توقیتی اختلاف اور تضادات پیدا ہوئے۔ عالم اسلام میں غالباً صرف برصغیر کے بعض متاخرین اہل سیر نے بیسویں صدی عیسوی میں ان توقیتی اختلافات سے عہدہ برآ ہونے کی مساعی جاری رکھیں لیکن یہ کوشش کماحقہ پوری نہ ہوسکیں۔''

تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے۔ ہر چند کہ یہ کتاب مختصر ہے لیکن اس کی اہمیت ضخامت کی مرہون منت نہیں ہے۔

● **ماہنامہ تعمیر افکار** (اشاعت خاص، سیرت پارے)　مدیر اعلیٰ: حافظ حقانی میاں قادری　مدیر: سید عزیز الرحمٰن

صفحات: ۹۶　قیمت خاص شمارہ: ۸۰ روپے　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

اس شمارے میں ساٹھ کے قریب مسلمان سیرت نگاروں کی اردو تحریروں سے انتخاب کیا گیا ہے۔ اس کے مدیر سید عزیز الرحمٰن نے بہت خوبصورت گزارش بارگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کی۔

''یہ نہ کوئی تحقیق ہے نہ تالیف ہے نہ کوئی علمی کاوش۔ بس ایک سوت کی انٹی ہے اور ایک خوش عقیدہ بڑھیا کی سنت، ورنہ بارگاہ رسالت مآب میں یہ سطریں کیا قیمت رکھتی ہیں؟ کچھ بھی نہیں، ذرہ بھی شاید اس سے زیادہ وجود و وقعت کا حامل ٹھہرے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے فرمایا

''میں حیران ہوتا ہوں کہ خدا نے جس قوم کو آمنہ کا لعل دیا ہو جسے امام الانبیاء، فخر رسل، باعث کل پیغمبر آخر الزمان دیا ہوا سے اور کیا چاہیے۔''

''الحمراء'' (لاہور) کے جولائی کے شمارے میں امین راحت چغتائی صاحب کی حمد باری تعالیٰ دیکھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حسنِ اتفاق دیکھئے کہ یہی خیال ان کے ایک شعر میں نظر آیا:

ہمیں پیغمبرِ رحمت کی صورت دے دیا سب کچھ
ہمارے حال پر ہو اس سے بڑھ کر اور کیا احساں

مولانا سید منظر احسن گیلانی نے فرمایا

''یوں تو آنے کو تو سب ہی آئے، سب میں آئے، سب جگہ آئے (سلام ہوان پر) بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے لیکن کیا کیجیے کہ ان میں جو بھی آیا جانے کے لیے آیا پر صرف ایک (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو آئے اور آنے ہی کے لیے آئے۔''

ماہنامہ تعمیر افکار کے اس خاص نمبر کی خوبی یہ ہے کہ اس میں علماء کرام، ادیبوں، شاعروں، دانشوروں، صحافیوں اور اساتذہ کی عقیدت کے پھولوں کا گلدستہ بنایا گیا ہے۔ لیکن اس ترتیب کے بارے میں گزارش کروں گا کہ اسے شخصیات کے مقام اور مرتبے کے مطابق ہونا چاہیے تھا۔

● **اسلامی بینکاری، ایک تعارف**　　مصنف ڈاکٹر محمود احمد غازی　　تدوین: سید عزیز الرحمٰن

صفحات: ۱۱۲　　قیمت: ۸۰ روپے　　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی

زیرِ نظر کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ ۱۔ اسلامی بینکاری، ایک تعارف۔ ۲۔ اسلامی بینکاری کیا ہے؟ ۳۔ جدید نظام بینکاری کے فرائض۔ ۴۔ اسلامی معیشت کے قیام کے لیے اقدامات۔ ۵۔ پاکستان میں اسلامی بینکاری

ان ابواب کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ کتاب، مضمون یا لیکچر دراصل بینکاری کی مختصر تاریخ ہے۔ اس میں بینک کی ابتداء سے لے کر آج تک کی بینکاری کا ذکر کیا گیا ہے۔

سید عزیز الرحمٰن اس کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''یہ مضمون ڈاکٹر صاحب کی ایک طویل گفتگو پر مشتمل ہے جو آپ نے دینی مدارس کے منتخب فضلا کے اجتماع سے چند برس قبل فرمائی تھی۔''

اس سال کے شروع میں یعنی جنوری فروری میں ماہنامہ ''تعمیر افکار'' نے اسے دو قسطوں میں شائع کیا۔ اس مضمون کی اہمیت اور افادیت اپنی جگہ لیکن اس میں اسلامی بینکاری کا کوئی واضح اور قابلِ عمل تصور پیش نہیں کیا گیا۔ مجھے یہ مضمون یا لیکچر دیکھ کر حیرت بھی ہوئی کہ ہمارے فضلا نے اتنی طویل تقریر ایک ہی نشست میں کیسے سن لی۔ یقیناً یہ ہمت کی بات ہے اور ڈاکٹر صاحب کے علمی مقام و مرتبے کا تقاضا بھی ہے۔ آخر میں ڈاکٹر صاحب نے طویل گفتگو کا خلاصہ بیان فرمایا:

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلامی معیشت کے احیاء کا یہ کام طویل وقت، مسلسل محنت، مشترکہ کوشش اور ہمہ گیر تعاون کا متقاضی ہے اصل مسئلہ رائے عامہ کی تیاری، بااثر لوگوں کی ذہن سازی اور درپیش مشکلات کے قابلِ عمل حل کی تلاش اور اس کی نشر و اشاعت ہے۔ اسلام کے احکام کی بنیاد پر معیشت و تجارت کی تعمیر نو کا یہ کام سب سے پہلے اہلِ علم کی ذمہ داری ہے۔ وہ آگے بڑھیں گے تو بات آگے بڑھے گی۔ اس وقت اس کام کے لیے فضا جتنی سازگار ہے آج سے دس پندرہ سال قبل اتنی سازگار نہیں تھی۔ اب دیکھیں کتنے مدارس اور جامعات اس کام کے لیے آگے بڑھتے ہیں۔

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں درنمی آرد سواراں راچہ شد

ادارہ

اخبار الاحرار

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ کی دارِ بنی ہاشم میں آمد

ملتان (یکم جولائی) حضرت مولانا خواجہ خان محمد نوراللہ مرقدہٗ کے جانشین اور خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم یکم جولائی ۲۰۱۰ء کو مرکز احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں تشریف لائے۔ قائدِ احرار حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ سے ملاقات کی۔ اس موقع پر پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہ، جامعہ قاسم العلوم ملتان کے نائب مہتمم حضرت مولانا محمد یٰسین مدظلہ، مدیر ''نقیبِ ختم نبوت'' سید محمد کفیل بخاری اور دیگر بہت سے احباب موجود تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم نمازِ مغرب سے قبل واپس تشریف لے گئے۔

☆☆☆

چناب نگر (۲؍جولائی) چناب نگر میں قادیانیوں کی فائرنگ سے مجلسِ احرارِ اسلام کے رہنما مولوی محمد انور اُن کے بھائی اور اہلیہ بال بال بچ گئے۔ چناب نگر اور چنیوٹ میں کشیدگی بڑھ گئی ہے اور مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا سرکاری انتظامیہ حالات کو کنٹرول کرے اور اپنی غیر جانبداری کو یقینی بنائے ورنہ پیش آمدہ صورتحال کی ذمہ داری قادیانیوں اور سرکاری انتظامیہ پر عائد ہوگی تحریکِ ختم نبوت کے رہنماؤں کا انتباہ۔ تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز نمازِ جمعۃ المبارک سے قبل ساڑھے بارہ بجے دن چونگی نمبر ۶ ساہیوال روڈ چناب نگر پر قادیانیوں کی غنڈہ گرد تنظیم ''خدام الاحمدیہ'' نے ناکے لگا رکھے تھے کہ مجلسِ احرارِ اسلام چناب نگر کے رہنما مولوی محمد انور جو طاہر آباد کے علاقے میں مجلسِ احرارِ اسلام کے زیر اہتمام مسجد اور طالبات کے مدرسے کے منتظم ہیں اپنی اہلیہ جو کہ بیمار تھیں اُن کے علاج کے لئے اپنے بھائی ڈاکٹر اللہ دتہ کے ہمراہ گاڑی نمبر 8619/GAH پر فیصل آباد ہسپتال سے جا رہے تھے کہ اُن کو محلّہ نصیر آباد گول مارکیٹ کے قریب زبردستی روک کر بدتمیزی کی گئی اور پھر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ سلطان احمد، حفیظ احمد، اعجاز احمد سمیت گیارہ قادیانی ملزمان جو کہ آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔ انہوں نے اسلحہ کے زور پر انہیں روکا اور کہا کہ تم مسلمان ہو یہ شہر احمدیوں کا ہے تم اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے قادیانی ملزمان نے کہا کہ ہمیں صدر عمومی جماعتِ احمدیہ اللہ بخش صادق کا حکم ہے۔ قادیانیوں نے آتشیں اسلحہ سے گاڑی پر فائرنگ کر دی جس سے ایک گولی کار کو بھی لگی لیکن کار میں سوار دو افراد اور ایک مریضہ بال بال بچ گئیں عین جمعہ کے وقت یہ خبر چناب نگر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی علماء کرام اور مسلمان گردونواح سے اکٹھا ہونا شروع ہو گئے مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی نائب ناظم مولانا محمد مغیرہ انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے مرکزی نائب امیر قاری شبیر احمد عثمانی موقع پر پہنچ گئے اسی وقت انتظامیہ کو بھی اطلاع کر دی گئی۔ ڈی ایس پی سرکل چناب نگر رانا محمد اسلم خان اور ایس ایچ او پولیس کی بھاری نفری سمیت موقع پر پہنچ گئے علماء کرام اور ختم نبوت کے رہنماؤں نے اکٹھے ہونے والے مشتعل مسلمانوں کو کنٹرول کیا بعدازاں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے مدنی مسجد چنیوٹ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے جامع مسجد صدیق اکبر چنیوٹ، مولانا محمد مغیرہ نے جامع مسجد احرار چناب نگر، قاری شبیر احمد عثمانی نے جامعہ عثمانیہ ختمِ نبوت چناب نگر، قاری محمد سلمان عثمانی نے جامع مسجد شہداء ختم نبوت چناب نگر، مولانا ملک خلیل احمد، قاری محمد یامین گوہر، قاری محمد ایوب چنیوٹی، مولانا طیب چنیوٹی اور دیگر علماء کرام

اور خطباء نے اپنی اپنی مساجد میں قادیانیوں کی اسلحہ کے ساتھ غنڈہ گردی اور فائرنگ پر شدید احتجاج کیا اور حکومت کو انتبا کیا کہ وہ ہوش کے ناخن لے اور اسرائیل کی طرز پر ربوہ میں پیدا ہونے والی صورتحال کا فوری سد باب کرے مولوی محمد انور مجاہد جو اپنے بھائی کے ہمراہ اپنی اہلیہ کو فوری علاج کے لئے فیصل آباد لے جارہے تھے انہوں نے بتایا کہ ہم اپنے مریض کو علاج کے لئے فیصل آباد لے جارہے تھے کہ راستے میں قادیانی ہم پر حملہ آور ہوگئے آخری اطلاعات کے مطابق سلمان احمد ولد محمد شفیع ساکن نصیر آباد چناب نگر سمیت گیارہ قادیانیوں کے خلاف تھانہ چناب نگر میں اللہ دتہ ولد مرید حسین کی تحریری درخواست پر ایف آئی آر درج کر لی گئی ہے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے ایک ہنگامی پریس کانفرنس میں الزام عائد کیا ہے کہ قادیانی امن وامان کا مسئلہ پیدا کر کے یہاں کے حالات خراب کرنا چاہتے ہیں جب کہ ہم پر امن آئینی جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں اور تحریک ختم نبوت کے کام کو ہر حال میں جاری رکھیں گے ہیومن رائٹس فاونڈیشن نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں انسانی حقوق کی تنظیموں سے پر زور اپیل کی ہے کہ قادیانی غنڈہ گردی کا سختی سے نوٹس لیں مجلس احرارِ اسلام پاکستان نے صورتحال پر غور کرنے کے لئے آج ہفتہ کو مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں کا اجلاس طلب کر لیا ہے جس میں صورتحال پر غور وخوض کر کے آئندہ کا لئے لائحہ عمل طے کیا جائے گا متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنونیر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ہم ایک ماہ سے چناب نگر میں قادیانی غنڈہ گردی اور غیر قانونی ناکوں کی شدید مذمت کرتے چلے آرہے ہیں لیکن سرکاری انتظامیہ نے کوئی کارروائی نہیں کی انہوں نے کہا کہ آج کا حملہ قادیانی دہشت گردی کی بدترین مثال ہے سرکاری انتظامیہ قادیانیت نوازی ترک کردے اور امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عمل درآمد کو یقینی بنائے ورنہ قادیانیوں کی سرگرمیوں سے ہولناک کشیدگی جنم لے گی چناب نگر اور چنیوٹ کے تمام سیاسی حلقوں نے نامزد گیارہ ملزمان کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۲؍جولائی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے داتا دربار میں خودکش حملوں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اسے حکومت کی ناکامی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ دشمن وطنِ عزیز کو عدم استحکام سے دوچار کر کے اس کی سالمیت پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ مجلسِ احرارِ اسلام اور تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری یوسف احرار، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر اور یاسر عبدالقیوم بیگ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ مذہبی مقامات پر اس قسم کے حملے انسانیت دشمنی ہے اس قسم کے حملوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے امن وامان کے دعوے زبانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں ان رہنماؤں نے کہا کہ جعلی ڈگریوں پر مبنی حکومت کے اقدامات بھی جعلی ہیں جب تک جعلی ڈگریوں کے حامل سیاستدانوں سے جان چھڑا نہیں لی جاتی اس وقت تک ملک میں چین نہیں ہوسکتا۔

☆☆☆

لندن (۵؍جولائی) ختم نبوت اکیڈمی لندن کی ایک پریس ریلیز کے مطابق قادیانی جماعت کی رفاہی تنظیم ''ہیومینٹی فرسٹ'' نے قطر کے ''قطرینا فنڈ'' سے 1.17 ملین ڈالر لیے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق ۲۰۰۵ء میں امریکہ کے ساحلی علاقہ نیو اور لیز میں جو طوفان آیا تھا جس کے نتیجہ میں یہ علاقہ زبردست تباہی سے دوچار ہوا تھا جس میں چھے مساجد اور مدارس کو بھی بہت نقصان ہوا۔ قطر کے امیر شیخ حمد بن خلیفہ الثانی نے حکومت قطر کی جانب سے ایک سو ملین ڈالر امداد کا اعلان کیا تھا۔ جس میں سے قادیانی رفاہی تنظیم ''ہیومینٹی فرسٹ'' 1.17 ملین ڈالر مساجد اور مدارس کی مرمت کے مد میں لینے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ ایک اطلاع کے مطابق قادیانی رفاہی تنظیم ''ہیومینٹی فرسٹ'' نے دھوکا دہی سے (اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے) واشنگٹن میں متعین قطر کے سفیر عزت مآب ناصر بن حمد الخلیفہ کو ایک دعوت پر بھی مدعو کیا تھا۔ ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ مولانا عبدالرحمٰن باوا نے قادیانیوں کی رفاہی تنظیم ''ہیومینٹی فرسٹ'' کو

1.17 ملین ڈالر طوفان زدگان کی امداد دیے جانے پر اپنی گہری تشویش کا کیا ہے اور کہا ہے کہ مسلمانوں کی مساجد و مدراس کی مدد کے لیے کسی قادیانی رفاہی تنظیم کا انتخاب کسی بھی صورت میں درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لیے اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ قادیانی جماعت امداد کی آڑ میں مسلمانوں کو قادیانی بناتے ہیں اور انھیں قادیانی جماعت کو بطور ایک مسلم جماعت کے تعارف کراتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ علاقہ کے مسلمانوں کو قادیانی عقائد و عزائم سے خبردار کرنے کی ضرورت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ختم نبوت اکیڈمی لندن اقدامات کررہی ہے۔ دریں اثناء احرار ختم نبوت مشن برطانیہ کے صدر شیخ عبدالواحد اور سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانی بظاہر مسلمان بن کر اس قسم کی امداد حاصل کرلیتے ہیں۔ عالمی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ جانیں کہ قادیانی ہرگز مسلمانوں کا حصہ نہیں۔ اس طرح کی دھوکا دہی سے قادیانی مسلمانوں کے حقوق سلب کررہے ہیں۔ انھوں نے مسلم حکمرانوں پر زور دیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنے ممالک میں مؤثر اقدامات کریں۔

سید محمد کفیل بخاری کا دورۂ راولپنڈی وکشمیر

راولپنڈی (۵؍ جولائی) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری ۵؍ جولائی کو لاہور سے راولپنڈی پہنچے۔ بعد نمازِ عصر جناب محمد ناصر کے ہاں احبابِ احرار اور دیگر دوستوں سے ملاقات کی۔ بعد نمازِ مغرب حضرت مولانا محمد رمضان علوی رحمۃ اللہ علیہ مسجد گلشن آباد میں مدرسہ کے سالانہ جلسہ اور حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں منعقدہ تقریب میں شرکت اور خطاب کیا۔ خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب دامت برکاتہم مہمانِ خصوصی تھے۔ حضرت علوی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں فرزند حضرت مولانا عزیز الرحمن خورشید اور جناب حافظ عبدالرحمن یہاں پر موجود تھے۔ احرار ساتھی جناب مرزا محمد یونس، جناب ضیاء الحق، مرزا محمد ابوبکر، محمود الحسن میر اور خالد کھوکھر جناب کفیل بخاری کے ہمراہ تھے۔ سید محمد کفیل بخاری نے اگلے روز ممتاز صحافی جناب سیف اللہ خالد سے اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ دہشت گردی کے واقعات، پاکستان میں دینی قوتوں کے کردار پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا۔ علاوہ ازیں قدیم احرار کارکن جناب شیخ امین اللہ صاحب سے ملاقات میں اُن کی خیریت دریافت کی۔ اگلے روز لاہور سے جناب میاں محمد اویس اور ڈاکٹر منیر احمد صاحب راولپنڈی پہنچے۔ جناب سید محمد کفیل بخاری اور محمود الحسن میر اُن کے ہمراہ مظفر آباد، آزاد کشمیر پہنچے۔ مظفر آباد میں وفاق المدارس کے ذمہ دار اور دارالعلوم الاسلامیہ کے مدیر مولانا محمود الحسن اشرف سے ملاقات کی۔ مولانا محمود الحسن بہت وسیع الظرف اور مثبت سوچ کے حامل عالم دین ہیں۔ آزاد کشمیر میں تعلیمی و تبلیغی اور اصلاحی کاموں میں خوب مشغول ہیں۔ اُٹھ مقام کی طرف علاقہ کنڈل شاہی بھی گئے۔ ۱۰؍ جولائی کو راولاکوٹ کی جامع مسجد میں چودھری محمد ظہیر فاضل کی دعوت پر بعد نمازِ ظہر مختصر بیان کیا اور رات کو واپس لاہور پہنچ گئے۔ ۱۱؍ جولائی کو حافظ خلیل الرحمن کی دعوت پر جامع مسجد نعمانیہ گوجرانوالہ میں بعد نمازِ مغرب تا عشاء سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت و کردار اور کارناموں پر تفصیلی خطاب کیا۔

☆☆☆

رحیم یارخان (رپورٹ: حافظ عبدالمالک شاہین، ۱۸؍ جولائی) مدارس اسلامیہ امن کے علمبردار، اسلام کے مراکز ہدایت کے چراغ، معرفت الٰہیہ کے درخشندہ مینار اور علم و عمل کے آفتاب ہیں۔ مدارس عربیہ ۱۴سو سال سے مسلسل علوم نبوی اور وحی الٰہی کی میراث تقسیم کررہے ہیں۔ قرآن و حدیث پڑھنے والے اور پڑھانے والے معاشرے کے بہترین انسان ہیں جو جہالت کی تاریکیوں کو ختم کرکے ایمان کی روشنی پھیلا رہے ہیں۔ انہیں دہشت گرد کا طعنہ دینے والے خود دہشت گرد ہیں۔ ان خیالات کا اظہار امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے رحیم یارخان شہر میں مدرسہ حسان بن ثابت کے طلباء و اساتذہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جس کی صدارت مفتی مختار احمد مہتمم مدرسہ

ھٰذا نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری روزنامہ اسلام کے نمائندہ خصوصی حافظ عبدالمالک شاہین تھے۔ تلاوت کلام پاک حافظ غلام محمد اور نعت رسول مقبول کی سعادت عبداللہ و بلال فرید نے حاصل کی۔ ابن امیر شریعت نے کہا کہ اللہ جل شانہ نے انسان کو عقل وعلم کے ذریعے تمام کائنات پر فوقیت بخشی۔ نیابت میں انسان کو منتخب فرمایا اور انبیاء کرام کو انسانیت کی رہبری کے لیے مقتداء و پیشوا بنایا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذاتِ گرامی پر قرآن مجید نازل فرمایا جس میں جدید وقدیم دور کے تقاضوں اور زندگی گزارنے کے لیے غیر مبدّل قوانین مرتب فرمائے۔ قرآن مجید نصیحت، شفاء، ہدایت، رحمت کی کتاب ہے، انسانی قوانین کی بنیاد عقل پر ہے اور عقل کی پرواز رک سکتی ہے، جمہوریت، سوشلزم، کمیونزم اور چمن کا پرولقاری نظام لولا لنگڑا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ ایک مذہبی فرقہ کی سرپرستی کر کے ملک میں بدامنی کی فضا قائم کر رہے ہیں۔ دیوبندی اور بریلوی فسادات برپا کرنے کی سازش تیاری کی جارہی ہے۔ مسلک علماء دیوبند سے وابستہ افراد کی گرفتاریاں قابل صد مذمت ہیں اس فسادات کی آڑ حکومت غیر ملکی آقاؤں کے اشارہ پر توہین رسالت ایکٹ اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کی شقوں کی ختم کرنے کی سازش کر رہی ہے لیکن ہم ان شاء اللہ مرزائیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ اس موقع پر حافظ محمد اشرف ضلع صدر مجلس احرار اسلام، مولوی محمد بلال، مولوی فقیر اللہ، حافظ عبدالرحیم، حافظ محمد صدیق، صوفی محمد سلیم سمیت سینکڑوں طلباء واساتذہ نے شرکت کی۔

مدارس کے طلباء کو فتنۂ قادیانیت سے فوری روشناس کرایا جائے

مجلس احرار اسلام ہند کے صوبائی نائب صدر محمد قمر خاں کی ''الاحرار'' کے نمائندہ سے گفتگو

مرادآباد (۲۱؍ جولائی) مجلس احرار اسلام ہند کے صوبائی سینئر نائب صدر الحاج محمد قمر خاں صاحب نے دینی مدارس کے منتظمین پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر پارہے ہیں، انہوں نے کہا کہ دینی تعلیم کا اصل طریقہ یہ ہیکہ بچوں کا جہاں شرعی مسائل اور دینی معلومات مہیا کرائی جائیں وہیں ان کی ایسی ذہنی تربیت بھی کی جائے جس سے وہ غیر اسلامی یا اسلام کو نقصان پہنچانے والی تحریکات کے خلاف صف آراء ہوسکیں، انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اسلام کو کس کس تحریک سے خطرہ ہے اور اس کا تدارک کیسے کیا جاسکتا ہے، یہ اس وقت ہی ممکن ہے جب انہیں اس قسم کی تحریکات کے بارے میں تفصیل سے بتایا جائے اور ان پہلوؤں کی نشان دہی کی جائے جن کے ذریعہ ان سازشوں کا سر کچلا جاسکتا ہے محمد قمر خاں صاحب جو صرف محقق ہیں بلکہ ''تو پھر شرک کیا ہے؟'' نامی کتاب کے مصنف بھی ہیں کافی دنوں سے رد قادیانیت کے سلسلے میں سرگرم عمل ہیں فتنۂ قادیانیت کے بارے میں ان کی ایک کتاب جس کا نام ''مذہب قادیانیت کی حقیقت خود مرزا کی زبانی'' بھی چھپ کر آچکی ہے بقول ان کے اس قادیانیت کی کتاب کا اجرا بہت جلد شہر رامپور میں قائد ملت و قاطع قادیانیت، شیر اسلام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ثانی شاہی امام پنجاب بہت جلد فرمائیں گے، محمد صالحین رامپوری سے بات کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قادیانی تحریک کے سربراہوں کے پاس لالچ اور دین میں تحریف کے ایسے حربہ ہیں جن سے کم علم یا بے علم مسلمان بہک جاتے ہیں، مدارس میں جو بچے پڑھتے ہیں وہ فارغ التحصیل ہو کر جب اپنے گاؤں، شہر یا محلّہ میں جاتے ہیں تو انہیں ذہنی طور پر اس بات کے لئے آمادہ رہنا چاہئے کہ ان کے قرب وجوار میں اگر اس فتنہ کا آغاز ہو تو وہ اس کا سر کچل سکیں، الحاج محمد قمر خاں صاحب نے کہا کہ دینی مدارس کے علماء اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے طلبہ کو اس فتنہ کی حقیقت بتائیں اور اس کے رد کے لئے انہیں مناسب تعلیم سے آراستہ کردیں تو یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہوگی، انہوں نے علماء کو دعوت دی کہ فتنۂ قادیانیت کے خلاف جہاں بھی ضرورت پڑے وہ اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار رہیں، انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس وقت بھی ایسے دیہات ہیں، جہاں مسلمانوں کی تعداد کم ہے یا وہاں کوئی عالم دین نہیں ہے وہاں مسلمان عالموں کے بھیس میں قادیانی پہنچتے ہیں اور مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں، علماء کو گاؤں گاؤں جا کر مسلمانوں کو اس فتنہ سے خبردار کرنا چاہئے، محمد قمر خاں صاحب نے کہا کہ اگر کہیں بھی شہر یا

دیہات میں ردقادیانیت کے سلسلے میں جانے کی ضرورت پڑے تو وہ ہمیشہ تیار ہیں اور رہیں گے۔ان شاءاللہ۔

ناموس رسالت قانون ختم کرنے کی سازشیں کی جارہی ہیں، مولانا عطاء المہیمن بخاری

رحیم یارخان (۱۷رجولائی) بین الاقوامی کفریہ قوتیں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کوختم کرنے کے لیے سازشیں کررہی ہیں لیکن علماء کرام اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ان خیالات کا اظہار مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی امیر مولانا سید عطاء المہیمن شاہ بخاری نے مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یارخان کے زیراہتمام جامع مسجد ختم نبوت مسلم چوک رحیم یارخان میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انھوں نے کہا کہ حکمران امریکہ کے غلام ہیں اور ڈالروں کے عوض امریکی زبان بولتے ہیں۔کانفرنس سے حافظ عبدالرحیم نیاز نے بھی خطاب کیا اور صدارت ضلعی صدر حافظ محمد اشرف نے کی۔

مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی سیمینار:

(رپورٹ: ابوعکاشہ) ۱۳رجون بروز اتوار ہری پور ہزارہ شبان تحفظ ختم نبوت کا ایک اہم اجلاس مجاہد ختم نبوت قاری عمر خان فاروقی کے زیرصدارت منعقد ہوا جس میں ضلعی عہدیداران مولانا سید احسان علی شاہ، مولانا ہارون الرشید شامی، محترم صابر علوی، محترم محمد ارشد اور محترم محمد اورنگ زیب اعوان شریک ہوئے۔اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ قائد تحریک ختم نبوت، آفتاب نقشبندیت، ماہتاب مجددیت، شیخ المشائخ، خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک تعزیتی سیمینار کیا جائے۔سیمینار کی صدارت کے لیے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز، استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالغفور دامت برکاتہم اور مہمانِ خصوصی کے لیے مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری کے نام طے ہوئے۔محترم سیف الرحمٰن سیفی نے ٹیلی فون پر رابطہ کر کے سید محمد کفیل بخاری سے ۲۷رجون بروز اتوار کا وقت طے کیا۔ جبکہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب دامت برکاتہم سے خطیبِ شہر حضرت مولانا محمد ایوب صدیقی نے وقت لیا۔

تعزیتی سیمینار کے حوالہ سے یہ بھی طے ہوا تھا کہ سیمینار جامع مسجد مدنی اڈہ دربند میں منعقد کیا جائے گا۔اس حوالے سے جامع مسجد مدنی کے خطیب مجاہد اسلام مولانا قاضی گل رحمان صاحب سے ملاقات کی گئی اور اجلاس کے فیصلوں سے آگاہ کیا۔آپ نے فرمایا کہ یہ تو ہماری سعادت ہے کہ حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں تعزیتی سیمینار کے انعقاد کے لیے ہماری مسجد کا فیصلہ کیا۔اس کے بعد پروگرام کی تیاریاں زور وشور سے شروع ہوگئیں۔محترم صابر علوی نے اشتہارات اور دعوت ناموں کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیا، ضلعی عہدیداران کے علاوہ مولانا سید معین شاہ، مولانا قاضی ضیاء الرحمٰن نکیال، مولانا مفتی عامر شہزاد، محترم قاری عبدالحمید، مولانا محمد طیب معاویہ، قاری وقاص احمد سواتی اور ان کے رفقاء کرام نے دن رات محنت کر کے پورے ضلع ہری پور میں سیمینار کے اشتہارات چسپاں کیے اور دعوت نامے تقسیم کیے، انفرادی ملاقاتیں کیں، مساجد میں نمازوں کے بعد اعلانات کیے۔

۲۵رجون بروز جمعۃ المبارک کو ضلع بھر کے علماء کرام کے جمعہ کے اجتماعات میں عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی سازشوں کے حوالہ سے بیانات ہوئے اور تعزیتی سیمینار کے اعلانات ہوئے۔مولانا قاضی گل رحمان، ان کے صاحبزادگان اور شاگردوں نے شبان تحفظ ختم نبوت کے رضا کاروں کے شانہ بشانہ سیمینار کی تیاری اور کامیابی کے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا۔جامع مسجد مدنی، اس سے ملحقہ علاقوں اور مارکیٹوں کو سیمینار کے اشتہارات اور بینرز سے سجایا گیا، ہر ساتھی نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پروگرام کی تیاری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔۲۷رجون بروز اتوار کے اخبارات نے سیمینار کے حوالہ سے خبریں شائع کر کے اپنی اسلام دوستی اور عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ وابستگی کا مظاہرہ کیا۔

مہمان خصوصی محترم جناب سید محمد کفیل بخاری جب ملتان سے ہری پور پہنچے تو شبان تحفظ ختم نبوت کے خدام نے محترم سیف الرحمٰن کی قیادت میں ان کا استقبال کیا۔شاہ جی کا قیام محترم محمد اورنگ زیب اعوان کی رہائش گاہ پر رہا جہاں قاضی فہیم احمد قریشی اور محمد اسامہ سرور ہمہ وقت شاہ جی کی خدمت میں موجود رہے۔یہیں پر مولانا سید احسان علی شاہ اور محترم صابر علوی نے شاہ جی سے خصوصی ملاقات کی۔جامع مسجد مدنی میں نماز عصر کی امامت حضرت مولانا قاضی گل رحمان مدظلہ العالی نے کی،نماز کے بعد آپ نے شرکاءِ سیمینار کو ہدایات دیں،سٹیج سیکرٹری کے فرائض محترم محمد اورنگ زیب اعوان نے سرانجام دیے۔پہلی نشست کے آغاز میں تلاوت مولانا صاحبزادہ قاضی ضیاء الرحمٰن نکیال نے کی جب کہ قاری محمد ذیشان معاویہ،قاری محمد سرفراز اور قمر علوی نے نعتیہ کلام اور نظمیں پیش کیں۔مولانا غلام مصطفیٰ شامی،مولانا توحید الرحمٰن توحیدی،مولانا قاضی اشفاق الرحمٰن،مولانا قاری محمد ارشد،مولانا قاضی محمد الیاس،مولانا حفیظ الرحمٰن،مولانا قاضی عبدالعلیم،مولانا محمد تاج،مولانا عطاء الحق،مولانا محمد ایوب صدیقی اور مولانا قاضی گل رحمان نے ضلع بھر کے علماء کرام کی نمائندگی کی۔حویلیاں،ایبٹ آباد اور مانسہرہ کے وفود مولانا قاضی محمد طاہر علی الہاشمی،مولانا مفتی وقار الحق عثمان اور مولانا محمد اکرم کی قیادت میں شریک ہوئے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے مبلغ مولانا زاہد وسیم نے بطور خاص شرکت فرمائی۔نماز مغرب کی امامت مہمان خصوصی سید محمد کفیل بخاری نے کی،دوسری نشست میں محترم قاری محمد سرفراز نے تلاوت اور شاعر اسلام جناب اطہر ہاشمی نے نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یادگار اسلاف حضرت اقدس مولانا عبدالغفور دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ) مولانا قاری فدا محمد خان مہتمم مدرسہ عربیہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ہمراہ تشریف لائے اور سیمینار کی صدارت فرمائی۔مہمان خصوصی نواسہ امیر شریعت، بطل حریف،خطیب ختم نبوت،سید محمد کفیل بخاری کو جب دعوت دی گئی تو جامع مسجد مدنی کے درودیوار نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔تاج وتخت ختم نبوت زندہ باد۔امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ زندہ باد۔سید محمد کفیل بخاری زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔سید محمد کفیل بخاری نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا:

اللہ رب العزت نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا،سلسلہ نبوت ورسالت کی انتہا خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ہوئی۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دین سیکھا ہے صحابہ کرامؓ نے،صحابہؓ سے تابعین نے،ان سے تبع تابعین نے اور یوں یہ دین ہم تک پہنچا ہے۔دین اسلام کو ہم نے پہنچانے میں علماء کرام اور اولیاء عظام نے بھرپور محنت کی ہے اور قربانیاں دی ہیں تب کہیں جا کر دین اسلام ہم تک پہنچا ہے۔اس حوالہ سے سب سے بڑی محنت اور قربانی صحابہ کرامؓ کی ہے۔اگر انہیں درمیان سے نکال دیا جائے تو ہمارا سارا نظام تباہ و برباد ہو جائے گا،پھر ہمارے پاس جو دین ہے وہ مشکوک ہو جائے گا،قرآن وحدیث اور سنت مشکوک ہو جائے گی،کچھ بھی باقی نہیں بچے گا۔صحابہؓ ہی تو ہیں جنھوں نے تمام دین براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وصول کیا ہے پھر اولیاء کرام اور علماء کرام نے محنت کی ہے،صرف ہندوستان اور پاکستان ہی میں نہیں پوری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان موجود ہیں وہاں وہاں اللہ سے دوستی رکھنے والے موجود ہیں،جو راہ حق میں محنت کر رہے ہیں۔یہ جو سلسلے ہیں تصوف کے،یہ تعلیم گاہیں،یہ تربیت گاہیں ہیں، جہاں پر مسلمانوں کے عقائد واعمال درست کیے جاتے ہیں۔ان کے ذکر وفکر کو دیکھ کر ان کو خاص راستے پر چلایا جاتا ہے اور ان کو آگے بڑھایا جاتا ہے اور پھر ان بزرگوں کی دعائیں جو راتوں کو اٹھ کر اللہ رب العزت سے کرتے ہیں وہ زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہیں اور کام آسان ہو جاتا ہے۔آج یہاں خواجہ خواجگان مولانا خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے پروگرام کا انعقاد کیا گیا ہے ان کی ذات گرامی اسی مبارک سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔آپ کا وجود اس دھرتی پر اللہ رب العزت کی ایک نعمت عظمیٰ تھا۔آپ جیسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں،آپ دلوں کے خاموش حکمران تھے،آپ نے لاکھوں دلوں پر حکمرانی کی تھی،گناہوں کی دلدل میں پھنسے ہوئے لوگوں کو

نکالا تھا، معصیت میں غرقاب لوگوں کو نیکی راہ دکھائی تھی۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ہر دینی تحریک کی سرپرستی فرمائی، دینی کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ آپ کو ختم نبوت کے تحفظ کی محنت سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ نے تحریکِ ختم نبوت کے عظیم قائد تھے آپ کی قیادت وسیادت میں خدام ختم نبوت نے پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب کیا ہے۔ مولانا سید محمد کفیل بخاری نے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق عالیہ اور حسن تربیت کے حوالہ سے کئی واقعات سنا کر عوام الناس کو یہ پیغام دیا کہ اگر ہم اپنے اخلاق وکردار کو سنوارنا چاہتے ہیں تو ہمیں اللہ والوں سے تعلق جوڑنا ہوگا۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ والوں کے کردار اور تعلیمات کو مشعل راہ بنا کر چلیں اور ان کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے سعادت سمجھیں۔

سید محمد کفیل بخاری کا خطاب کیا تھا؟ حضرت رحمہ اللہ علیہ کے معمولات اور ان کے متعلق شاہ صاحب کی معلومات ایسا خزانہ کہ جس کا ہر ہر لفظ معنویت بھرپور، ہر ہر جملہ تزکیہ واحسان کی معرفت سے معمور، ہر حکایت پر وابستگانِ خواجہؒ دل وجاں سے مسرور اور ہر پند ونصیحت پر گویا مخمور، زبان وبیاں کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا اور مجمع یوں حیراں وساکت کہ کاٹو تو خون نہیں، کا مصداق تھا۔ صدا اور ادا کے حسین امتزاج میں ڈیڑھ گھنٹہ ہونے کو تھا لیکن خواص وعوام کی سیرابی ابھی کوسوں دور تھی بلکہ تشنگی بڑھ رہی تھی، آتشِ شوق آنکھوں سے رستہ بنا رہی تھی، ساز دل عجب ساز چھیڑ رہا تھا، سچ پوچھیے تو ماضی مجسم تصویر بن کر آنکھوں کے سامنے موجود تھا، سالار ختم نبوت کی کوثر وتسنیم میں ڈھلی ہوئی ادائیں رہ رہ کر تڑپا رہی تھیں، ہائے وہ کم گو اور خاموش غلامِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جس نے ہزاروں گستاخانِ رسول کی زبانوں کو خاموش اور گنگ کروایا، جس نے ارضِ پاکستان کو قادیانیوں کے لیے تنگ کروایا، جس کی راہبری نے لاکھوں کو سلوک وتصوف سے ہم آہنگ کروایا اور جس کی قیادت میں علماء ومشائخ، دانشور اور سکالر، مختلف الخیال عوام اور خواص سب یکجا ویکجان ہو کر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی خاطر جمع ہو جاتے تھے، جی ہاں جس کے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچا جس نے ساری زندگی خوشبوئیں اور رعنائیاں تقسیم کیں، محبتوں اور الفتوں کے بیج بوئے

جب بات چلی موسم گل کی
تم ہی موضوعِ گفتگو ٹھہرے

سید محمد کفیل بخاری نے نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ حضرت کی زندگی کے حسن وسادگی، برکت وچاشنی، فکر ونظر کی بالیدگی، مزاج وخیال کی شگفتگی، تربیت اور اندازِ تربیت کی شائستگی، ورع وتقویٰ کی بلندی، اسلوب نگارش کی عمدگی اور عشق ومستی کی وارفتگی پر معاملات وواقعات کی ایسی لڑی کھولی کہ جس کا حرف حرف نصیحت، لفظ لفظ محبت اور نقطہ نقطہ محبت الٰہیہ کا نقطہ آغاز فراہم کرتا تھا، زیر وزبر، پیش وخبر سے بیگانہ کر کے تاجدارِ ختم نبوت کا دیوانہ بناتا تھا اور ہر مدّ وشد کے ساتھ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے ساتھ وابستگی کے لیے وجہ جواز فراہم کرتی تھی۔ شاہ جی کے خطاب کے بعد صدر اجلاس حضرت مولانا عبدالغفور دامت برکاتہم نے دعا فرمائی اور یوں تعزیتی سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔

خانقاہ سراجیہ (کندیاں شریف) کے سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کا دورہ چیچہ وطنی

رپورٹ: حافظ حبیب اللہ چیمہ

ضلع میانوالی کے مضافات میں واقع خانقاہ سراجیہ مجددیہ دنیا بھر میں اپنا ایک منفرد تعارف رکھتی ہے یہ خانقاہ ۱۹۲۰ء میں قائم ہوئی خانقاہ کے بانی حضرت مولانا ابوسعد احمد خانؒ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین کی یاد میں اس کا نام خانقاہ سراجیہ رکھا۔ اخلاص اور تقوٰی کی بنیاد پر یہ خانقاہ چند برسوں میں ہی برصغیر کی بڑی خانقاہوں میں شمار ہونے لگی۔ ۱۹۴۱ء میں بانی خانقاہ سراجیہ حضرت مولانا احمد خاں کے انتقال کے بعد مولانا محمد عبداللہؒ (المعروف حضرت ثانی) اپنے شیخ کے جانشین مقرر ہوئے۔ حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے بھی اس مرکز علم وعرفان کی خوب آبیاری کی آپ کے دور میں خانقاہ سراجیہ روشن ستارے

سے بڑھ کر بدرِ منیر کی مانند چمکنے لگی۔

۱۹۵۶ء میں حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے انتقال کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ ۵۶ سال تک مسند نشین رہے اس دوران خانقاہ سراجیہ کا آفتاب پوری دنیا کو منور کرنے لگا۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے دونوں شیوخ کے معمول کو قائم رکھتے ہوئے چیچہ وطنی میں سال میں ایک دو بار تشریف لاتے اور دو تین روز آپ کا قیام چیچہ وطنی میں ہوتا آپ اپنے خلیفہ حضرت حافظ عبدالرشید چیمہ مرحوم کے ہاں تشریف فرما ہوتے جہاں سے دن کے وقت مضافات میں آنا جانا رہتا ساہیوال۔ بورے والا، کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، میاں چنوں، خانیوال تک کے متعلقین چیچہ وطنی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ ضلع ساہیوال میں آپ کے تین خلفاء تھے (۱) حضرت حافظ احمد الدین (دادڑہ بالا، ہڑپہ) (۲) حضرت حافظ قطب الدین (بستی حافظ حبیب اللہ، ہڑپہ) (۳) حضرت عبدالرشید چیمہ (خانقاہ رشیدیہ بستی سراجیہ، چیچہ وطنی

۵ رمئی ۲۰۱۰ء حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے تو آپ کے صاحبزادے مولانا خلیل احمد خانقاہ سراجیہ کے مسند نشین ہوئے متعلقین خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کی طرف سے راقم الحروف کی دعوت پر مولانا خواجہ خلیل احمد تین روز کے لئے (۱۳، ۱۴، ۱۵ر جولائی) چیچہ وطنی تشریف لائے آپکا مستقل قیام حضرت حافظ عبدالرشید کی خانقاہ رشیدیہ (بستی سراجیہ) میں رہا۔ لیکن بڑے حضرات الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ کے معمول کو قائم رکھتے ہوئے آپ نے بھی پورے علاقہ کا دورہ کیا۔ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلقین کے علاوہ عوام الناس کا جمِ غفیر آپ کی آمد پر اُمڈ آیا۔ وہاڑی۔ بورے والا۔ ملتان۔ کمالیہ ۔ساہیوال۔ اوکاڑہ۔ دیپال پور ہارون آباد تک سے آپ کے عقیدت مند حاضر خدمت ہوئے۔ مولانا خواجہ خلیل احمد بھی آنیوالے پرانے متعلقین کے ساتھ ساتھ نئے ساتھیوں سے ''مثلِ پدر'' بن کر ملتے رہے جگہ جگہ بیعت اور تجدید بیعت کا سلسلہ جاری رہا سب سے پہلے غازی آباد اور مضافات سے ہو کر مولانا خواجہ خلیل احمد چیچہ وطنی کے نواحی گاؤں چک نمبر ۱۱ میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ عزیزیہ میں تشریف لے گئے جہاں مولانا عبدالعزیز کے جانشین اور حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز پیر جی عبدالحفیظ مسند نشین ہیں ان سے ملاقات ہوئی اکابر کی یاد تازہ ہوگئی پیر جی عبدالحفیظ کے خادم حافظ مشتاق نے آبِ زم زم اور عجوہ کھجور سے سب کی تواضع کی اس کے علاوہ پیر جی عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضرت نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر جی عبدالجلیل رائے پوری کے مدرسہ عزیز العلوم میں بھی تشریف لے گئے چیچہ وطنی شہر میں حاجی محمد ایوب۔ میر رضاء الدین احمد۔ حضرت قاری محمد سرور، محمد یحییٰ، شیخ محمد خالد کے علاوہ جامعہ محمدیہ، مجلس احرارِ اسلام کے زونل دفتر جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ اور مرکزی مسجد عثمانیہ میں بھی مولانا خواجہ خلیل احمد تشریف لے گئے۔ جبکہ غازی آباد اور اس کے مضافات ہڑپہ میں حضرت حافظ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ (بستی حافظ حبیب اللہ)۔ حضرت مولانا حافظ احمد الدین (المعروف استاد جی) کی خانقاہ دادڑہ بالا سمیت دیگر مقامات پر تشریف لے گئے　عوام اور خاص متعلقین کا جمِ غفیر آپ کے ساتھ ساتھ رہا۔ روزنامہ ''نوائے وقت'' کے کالم نویس جناب سید اسرار بخاری برادرِ مکرم عبداللطیف خالد چیمہ کی دعوت پر حضرت سے ملاقات کے لئے لاہور سے بطور خاص تشریف لائے اور عقیدۂ ختمِ نبوت اور موجودہ دور کی صحافت کے حوالے سے مفید گفتگو کرتے رہے رات کا قیام حسبِ معمول خانقاہ رشیدیہ میں ہی رہا۔ راقم الحروف کا خیال تھا کہ ہمارے ترتیب دیے ہوئے پروگراموں سے کہیں حضرت الشیخ خواجہ خلیل احمد کی طبیعت پر گرانی نہ ہو یہ بات میرے لئے پریشانی کا باعث تھی لیکن حضرت الشیخ نے میرے ہر پروگرام کو بصد خوشی قبول کیا۔

راقم الحروف نے کوشش کی کہ جیسے والد گرامی حضرت حافظ عبدالرشید اپنے شیخ حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کی آمد پر پورا پروگرام ترتیب دے کر ہر ایک کے ساتھ پیار و محبت کا رشتہ قائم رکھتے تھے میری پوری کوشش تھی کہ میں بھی اس روایت کو برقرار رکھوں اللہ تعالیٰ نے لاج رکھ لی، الحمدللہ میرے شیخ کا مسند نشین ہونے کے بعد ضلع ساہیوال کا یہ پہلا سفر تھا۔ جس سے سب ساتھی پوری طرح مطمئن ہیں اور اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس خانقاہ پاک کا سورج اسی طرح دنیا میں علم و عرفان کی روشنی بکھیرتا رہے اور ہمارے شیخ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کی محبتیں، عنائتیں اور شفقتیں ہم پر اسی طرح قائم رہیں جس طرح حضرت مولانا احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی جان محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پردادا جی غلام نبی سے لے کر والدِ گرامی حضرت حافظ عبدالرشید اور ہمارے خاندان، ہمارے شہر، ضلع اور دنیا بھر میں پھیلے متعلقین پر شفقتیں فرمائیں۔ ہمارے شیخ بھی ہم پر اسی طرح کرم نوازی فرمائیں۔ ان تین دنوں میں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت، مجلس احرارِ اسلام، جمعیت علماء اسلام کے کارکنوں سمیت دیگر سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں نے مولانا خواجہ خلیل احمد کی آمد پر والہانہ استقبال کیا اور فیض یاب ہوتے رہے۔

یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مرحوم سے خصوصی تعلق و قرب رکھنے والے ہمارے ماموں صوفی نصیر احمد چیمہ، حاجی عبدالحق خالد اور کئی دیگر قدیم متوسلین خانقاہ سراجیہ نے اِس موقع پر ہماری برابر سرپرستی فرمائی جبکہ برادرِ مکرم حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور جاوید اقبال چیمہ سارے امور کی نگرانی فرماتے رہے۔ جبکہ قاری محمد قاسم، حافظ حبیب اللہ رشیدی، مولانا منظور احمد، قاری محمد سدید، بھائی محمد آصف چیمہ، جناب حافظ محمد عابد مسعود اور سید میر رمیز احمد اور دیگر ساتھی پوری پوری معاونت کرتے رہے ہمارے چک والے مدرسہ عربیہ رحیمیہ کے اساتذہ قاری محمد اشرف، قاری محمد عرفان، قاری غلام مصطفیٰ ماسٹر ندیم شہزاد اور دیگر حضرات نے مہمانوں کی خاطر تواضع میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی وہی پرانا حضرت مرحوم والا طرز تھا وہی گلہائے رنگا رنگ سب اکٹھے نظر آرہے تھے جیسا کہ حضرت والد مرحوم کے زمانے میں ہوتا تھا برادرِ مکرم حاجی عبداللطیف خالد چیمہ اور کئی احباب اس موقع پر صاحبزادہ حافظ محمد عابد مرحوم کا تذکرہ کر کے بھی آبدیدہ ہوتے رہے جو حضرت اقدس مرحوم کے پروگرام کو تشکیل دے کر خوبصورت نظم و ضبط سے چلاتے تھے اور ہر ایک کی دلجوئی کرنے میں اپنا ایک خاص اور منفرد مقام و مرتبہ رکھتے تھے مخدوم زادہ حضرت خواجہ خلیل احمد مدظلہ العالی میں بھی حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کی طرح طبیعت میں تنوع ہے اور ہر موضوع پر ضرورت کے مطابق گفتگو و اصلاح فرماتے ہیں اِن تین دنوں میں سلوک و تصوف، عقیدۂ ختم نبوت اور عصر حاضر کے تقاضے نیز میڈیا کی ضرورت و اہمیت پر بڑی مفید گفتگو فرمائی۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ہمارے مشفق ومہربان ممتاز ادیب وشاعر پروفیسر تاثیر وجدان مرحوم: (ملتان) انتقال ۱۵؍جولائی ۲۰۱۰ء جمعرات

☆ہمارے کرم فرما ڈاکٹر محمد انور کے بھائی محمد اسلم گڑھا موڑ انتقال: ۳؍جولائی ۲۰۱۰ء

☆مفتی عمر فاروق کے والدِ گرامی مرحوم (روزنامہ ''اوصاف'' اسلام آباد)

☆ چیچہ وطنی میں مستری محمد اصغر (چک ۴۲۔۱۲، ایل) کی والدہ ماجدہ مرحومہ، انتقال: ۲۵؍جولائی ۲۰۱۰ء

☆احرار کے قدیم ساتھی جناب عامر شہزاد (سعودی عرب) کے چچا محمد اقبال مرحوم، انتقال: ۲۳؍جولائی ۲۰۱۰ء لاہور

☆ حاجی محمد یونس سیال مرحوم (برادرِ اکبر، حافظ یوسف سیال مرحوم) انتقال: ۲۵؍جولائی ۲۰۱۰ء احمد پور شرقیہ

☆ روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ کے چیف رپورٹر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رکن شوریٰ، ہمارے انتہائی مہربان جناب حاجی فیاض حسن سجاد کے بڑے بھائی ماسٹر اعجاز حسن انتقال: ۱۶؍جولائی ۲۰۱۰ء کوئٹہ

☆ مرزا بشیر احمد (گلاسگو) انتقال: ۲۹؍جون ۲۰۱۰ء، مرحوم چیچہ وطنی میں ہمارے قدیم ساتھی خواجہ محمد اعظم کے چچا تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ اور شیخ عبدالواحد نے تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

☆ چیچہ وطنی کے چک نمبر ۴۵/۱۲، ایل میں ماسٹر ندیم شہزاد صاحب کے دادا انتقال فرما گئے۔

☆چیچہ وطنی میں ہمارے قدیم بزرگ ومعاون حاجی سعید احمد کے برادرِ بزرگ حافظ محمد ناصر کے تایا جان اور جناب مسعود اشفاق (اسلام آباد) کے ماموں چودھری فیض اللہ (بانی ایم سی ہائی سکول چیچہ وطنی) انتقال: ۱۸؍جولائی ۲۰۱۰ء چیچہ وطنی

☆محمد شفیع خان مرحوم (بھانجا حافظ محمد اکرم احرار، میراں پور) انتقال: ۱۳؍جولائی ۲۰۱۰ء منگل

☆ حاجی کریم اللہ صاحب مرحوم۔ مجلس احرار اسلام ملتان کے سابق جنرل سیکرٹری، محمد مغیرہ کے والد ماجد۔ انتقال: ۲۳؍جولائی ۲۰۱۰ء بروز جمعہ

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین) قارئین سے دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

دعائے صحت

☆ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حافظ عبدالرشید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ، عبداللطیف خالد چیمہ، جاوید اقبال چیمہ اور حافظ حبیب اللہ چیمہ کی والدہ ماجدہ علیل ہیں۔

☆معروف شاعر جناب ممتاز اطہر (ملتان) کے دل کا بائی پاس آپریشن ہوا ہے۔

☆ہمارے معاون جناب محمد علی صاحب کی اہلیہ کینسر کے مرض میں مبتلا ہیں ☆ جام غلام یٰسین ماہڑہ مظفر گڑھ علیل ہیں۔

جنت میں گھر بنائیے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام
چیچہ وطنی کے زیر انتظام

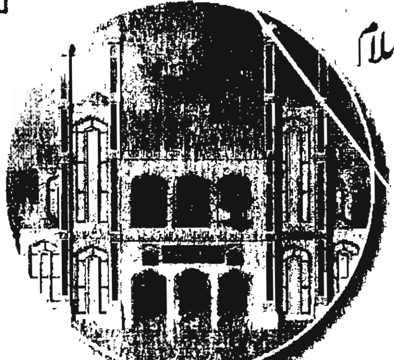

مرکزی مسجد عثمانیہ

تقریباً دو کنال رقبے پر مشتمل مسجد اور ملحقات تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور بجلی کی وائرنگ کا کچھ کام ابھی باقی ہے۔ 45x60 کے مسجد کے ہال میں مستقبل میں ائر کنڈیشنڈ کے بڑے یونٹ لگانے کے لیے ابھی سے حسب ضرورت زمین دوز وائرنگ کا اہتمام کرلیا گیا ہے۔ اب تک تقریباً اَسی لاکھ روپے سے زائد خرچ ہو چکا ہے جبکہ رنگ روغن، بالائی حصے کے دروازے، ہال کے لکڑی کے مین دروازے، منبر ومحراب کے کام سمیت متعدد متفرق کام ابھی باقی ہیں۔ جن کے لیے کم از کم تیس لاکھ روپے کا تخمینہ ہے جبکہ ائر کنڈیشنڈ کا خرچہ اس کے علاوہ ہے۔

مرکزی مسجد عثمانیہ

مرکزی مسجد عثمانیہ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کا یکے بعد دیگرے تیسرا مرکز ہے۔ جو ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل میں اپنی شناخت اور نظریاتی وفکری کام خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے منفرد کردار ادا کرے گا۔ چیچہ وطنی میں چوتھے مرکز ''مسجد ختم نبوت اور ختم نبوت سنٹر'' رحمان سٹی ہاؤسنگ سکیم اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر کا آغاز ان شاء اللہ تعالیٰ جلد کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے: ؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست

جملہ احباب ومعاونین سے درخواست ہے کہ دعا اور تعاون جاری رکھیں

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 2324-9 نیشنل بینک جامع مسجد بازار چیچہ وطنی
اکاؤنٹ بنام: مرکزی مسجد عثمانیہ ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی

منجانب انجمن مرکزی مسجد عثمانیہ (رجسٹرڈ) ای بلاک لوانکم ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی 0300-6939453

بیاد مجددِ بنی ہاشم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بانی

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

28 نومبر 1961ء

الحمدللہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی و فکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری و مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

مدرسہ کے مسافر طلباء کے طعام، علاج، تعلیم اور دیگر ضروریات کے لیے زکوٰۃ و عشر اور دیگر صدقات عنایت فرما کر اجر حاصل کریں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جا رہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دو لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد و سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیل زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
مدرسہ معمورہ ملتان

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
1989

کی تعمیر شروع ہے

چھ درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

تخمینہ
30,00,000
(تیس لاکھ روپے)

فی کمرہ لاگت
3,00,000
(تین لاکھ روپے)

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
مہتمم
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

CARE کیئر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک
اعوان پلازہ
041-8540064

مدینہ ٹاؤن
سوساں روڈ
041-8543127

اقبال سٹیڈیم
بالمقابل سندباد
041-2605733

جناح کالونی
گلبرگ روڈ
041-2642833

فیصل آباد میں
پانچ برانچز
الحمدللہ

گلستان کالونی
نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore